﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 22 — جمعۃ المبارک 30 جنوری 2015ء — 10ربیع الثانی 1436 ہجری قمری ❁ 30صلح 1394 ہجری شمسی — شمارہ 05

نماز تہجد کی اہمیت و برکات

عَنْ بِلَالٍ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ و سَلَّمَ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهُ دَأَبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ، وَ اِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ اِلَى اللّٰهِ، وَ مَنْهَاةٌ عَنْ الْاِثْمِ، وَ تَكْفِيْرٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَ مَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ۔

حضرت بلالؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں تہجد کا التزام کرنا چاہئے کیونکہ یہ گزشتہ صالحین کا طریق رہا ہے اور قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ یہ عادت گناہوں سے روکتی ہے اور برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بچاتی ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الدعوات باب 112 حدیث 3549)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

مصنوعی گواہ بنانا بہت ہی بُری بات ہے

”ایک مختارکارعدالت نے سوال کیا کہ بعض مقدمات میں اگرچہ وہ سچّا اور صداقت پر ہی مبنی ہو مصنوعی گواہ بنانا کیسا ہے؟

فرمایا: اوّل تو اس مقدمہ کے پیروکار بنو جو بالکل سچّا ہو۔ یہ تفتیش کرلیا کرو کہ مقدمہ سچّا ہے یا جھوٹا۔ پھر سچ آپ ہی فروغ حاصل کرے گا۔ دوم گواہوں سے آپ کا کچھ واسطہ ہی نہیں ہونا چاہئے۔ یہ مؤکّل کا کام ہے کہ وہ گواہ پیش کرے۔ یہ بہت ہی بُری بات ہے کہ خود تعلیم دی جاوے کہ چند گواہ تلاش کرلاؤ اور ان کو یہ بات سکھادو۔ تم خود کچھ بھی نہ کہو۔ مؤکّل خود شہادت پیش کرے خواہ وہ کیسی ہی ہو۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 228۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ہر صحیح بات کا اظہار ضروری نہیں

پھر سوال ہوا کہ بعض باتیں واقعہ میں صحیح ہوتی ہیں مگر مصلحتِ وقت اور قانون ان کے اظہار کا مانع ہوتا ہے تو کیا ہم لَاتَكْتُمُوْا الشَّهَادَةَ (البقرۃ: 284) کے موافق ظاہر کردیا کریں؟

فرمایا: ”یہ بات اس وقت ہوتی ہے جب آدمی آزاد بالطبع ہو۔ دوسری جگہ یہ بھی تو فرمایا: لَاتُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرۃ:196) قانون کی پابندی ضروری شئے ہے۔ جب قانون روکتا ہے تو رُکنا چاہئے۔ جب کہ بعض جگہ اخفاءِ ایمان بھی کرنا پڑتا ہے تو جہاں قانون بھی مانع ہو وہاں کیوں اظہار کیا جاوے؟ **جس راز کے اظہار سے خانہ بربادی اور تباہی آتی ہے وہ اظہار کرنا منع ہے“۔**

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 228۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

مسنون طور سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو

”ہماری طرف سے ...... یہی نصیحت ہے کہ مسنون طور سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرکے یہ امر صاف طور پر بیان کردیا ہے کہ ان کی پیروی کے سوا کوئی راہ اُس کی رضاجوئی کی باقی نہیں ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کا جُویاں ہو، اسی دروازہ کو کھٹکھٹائے اس کے لئے کھولا جائے گا۔ بجُز اس دروازہ کے تمام دروازے بند ہیں۔ نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوچکی۔ شریعت قرآن شریف کے بعد ہرگز نہیں آئے گی۔

انسان کو کشوف اور وحی اور الہام کا طالب نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ یہ سب تقویٰ کا نتیجہ ہیں

انسان کو کشوف اور وحی اور الہام کا بھی طالب نہ ہونا چاہئے بلکہ یہ سب تقویٰ کا نتیجہ ہیں۔ جب جڑ ٹھیک ہوگی تو اُس کے لوازم بھی خودبخود آجائیں گے۔ دیکھو جب سورج نکلتا ہے تو دھوپ اور گرمی جو اس کا خاصہ ہیں خودبخود ہی آجاتے ہیں۔ **اسی طرح جب انسان میں تقویٰ آجاتا ہے تو اس کے لوازم بھی اس میں ضرور آجاتے ہیں۔**

دیکھو جب کوئی دوست کسی کے ملنے کے واسطے جاوے تو اس کو یہ امید تو نہ رکھنی چاہئے کہ مَیں اس کے پاس جاتا ہوں کہ وہ مجھے پلاؤ، زردے اور قورمے اور قلیئے کھلائے گا اور میری خاطر تواضع کرے گا۔ نہیں، بلکہ صادق دوست کی ملاقات کی خواہش ہوتی ہے۔ بجُز اس کے اَور کسی کھانے یا مکان یا خدمت کی پروا اور خیال بھی نہیں ہوتا۔ مگر جب وہ اپنے صادق دوست کے پاس جو اُس سے مہجور تھا، جاتا ہے تو کیا وہ اس کی خاطرداری کا کوئی دقیقہ باقی بھی اٹھا رکھتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ بلکہ جہاں تک اس سے بَن پڑتا ہے وہ اپنی طاقت سے بڑھ کر بھی اس کی تواضع کے واسطے مکلّف سامان کرتا ہے۔ غرض یہی حال رُوحانیت اور اس دوست اعلیٰ کی ملاقات کا ہے۔ الہامات یا کشوف وغیرہ خبروں کے سہارے والا ایمان، ایمانِ کامل نہیں۔ وہ کمزور ایمان ہے جو کسی چیز کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ **انسان کی غرض اور اصل مدّعا صرف رضاءِ الٰہی اور وصول الی اللہ چاہئے۔** آگے جب یہ اس کی رضا حاصل کرلے گا تو خدا تعالیٰ اس کو کیا کچھ نہ دے گا۔ خود اس امر کی درخواست کرنا سُوءِ ادب ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32)۔ خدا کے محبوب بننے کے واسطے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ایک راہ ہے، اور کوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے ملادے۔ انسان کا مدّعا صرف اس ایک واحد لاشریک خدا کی تلاش ہونا چاہئے۔ شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہئے، رسوم کا تابع اور ہوا و ہوس کا مطیع نہ بننا چاہئے۔ دیکھو مَیں پھر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی راہ کے سوا اَور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہوسکتا۔

ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اور اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پاسکتے ہیں۔ **آج کل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدّی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی سیفیاں اور دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو مستقیم راہ سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم اُن سے پرہیز کرو۔** ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مُہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ ایک شریعت بنالی ہے۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پَیروی اور نماز، روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازے کھولنے کی اَور کوئی کُنجی ہے ہی نہیں۔ بھُولا ہوا ہے وہ جو اِن راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں۔ بلکہ اَور اَور راہوں سے اُسے تلاش کرتا ہے۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 103-102۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

٭......اسلام نکاح اور شادی یا رشتے طے ہونے اور خوشی کے موقعہ پر جو توجہ دلاتا ہے وہ اس طرف ہے کہ تقویٰ پہ چلو۔ ہر موقع پر، ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا تمہارے مدّنظر رہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مدّنظر رہے گی تو پھر جہاں نیکیوں کی توفیق ملے گی وہاں آپس کے تعلقات میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی طرف توجہ رہے گی اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے قائم بھی رہتے ہیں۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13 اپریل 2013ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ عافیہ وہاب بٹ جو واقفۂ نو ہیں، عبدالوہاب بٹ صاحب ڈنمارک کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم سید طارق سفیر جو وقفِ نَو ہیں ابن مکرم ناصر سفیر صاحب لندن کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: دنیا میں ہزاروں رشتے طے ہوتے ہیں۔ ہر مذہب پہ یقین رکھنے والا اپنی اپنی روایات اور مذہب کے مطابق رشتے کرتا ہے، نکاح یا شادیاں کی جاتی ہے۔ لیکن اسلام نکاح اور شادی یا رشتے طے ہونے اور خوشی کے موقع پر جو توجہ دلاتا ہے وہ اس طرف ہے کہ تقویٰ پہ چلو۔ ہر موقع پر، ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا تمہارے مدّنظر رہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مدّنظر رہے گی تو پھر جہاں نیکیوں کی توفیق ملے گی وہاں آپس کے تعلقات میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی طرف توجہ رہے گی اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے قائم بھی رہتے ہیں۔

یہ دو رشتے جو قائم ہو رہے ہیں ایک ڈنمارک اور لندن کے ملکوں کا فاصلہ اور میرا خیال ہے خاندانوں کا بھی فاصلہ ہے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے یہ صورت پیدا کی کہ لڑکے اور لڑکی کو اکٹھا کر دیا۔ دو خاندانوں کو اکٹھا کر دیا۔ اب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اگر یہ دونوں خاندان اپنے رشتے نباہنے کی کوشش کریں گے تو جہاں اس میں برکت پڑے گی وہاں انہیں دنیوی لحاظ سے بھی خوشی کے موقعے میسر آئیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ پس یہ سوچ ہے جو ہر نئے قائم ہونے والے رشتے کو رکھنی چاہئے۔ اللہ کرے کہ آج قائم ہونے والا یہ رشتہ بھی جہاں ذاتی زندگی میں خوشیاں دیکھنے والا ہو وہاں اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والا بھی ہو اور ان کی نسلیں بھی نیک اور صالح پیدا ہوں اور یہی سب سے بڑا مقصد ہے جو انسان کی زندگی کا ہے۔ ان چند الفاظ کے بعد اب مَیں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا، رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

☆......☆......☆

کینیا کے ریجن ممباسہ کی دو جماعتوں بومانی (BOMANI) اور زوُونی (NZOVUNI) کی مساجد کی افتتاحی تقاریب

رپورٹ: بشارت احمد ملک۔ مبلغ سلسلہ ممباسہ کینیا

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کینیا کو ریجن ممباسہ کی دو جماعتوں بومانی (BOMANI) اور زوُونی (NZOVUNI) میں پختہ مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔ مساجد کی افتتاحی تقاریب 21 دسمبر 2014 بروز اتوار ہوئیں۔ اِن تقاریب میں قریبی جماعتوں کے احمدی احباب، غیر از جماعت دوست، مذہبی لیڈرز اور گورنمنٹ آفیسرز کو مدعو کیا گیا۔ مکرم طارق محمود ظفر صاحب امیر و مشنری انچارج کینیا اِن دونوں تقاریب میں نیروبی سے تشریف لائے تھے۔

احمدیہ مسجد بومانی (Bomani)

کوسٹ ریجن میں کوالے (Kwale) کاؤنٹی کی ایک جماعت بومانی (Bomani) ہے جہاں احمدیت کا پودا 1992ء میں لگا۔ سب سے پہلے مزے حسن رائی صاحب کو قبولِ احمدیت کی توفیق ملی اور پھر دیگر احباب بھی احمدیت کی سچائی کے قائل ہوتے گئے۔ 1994ء میں احبابِ جماعت نے وقارِ عمل کر کے یہاں ایک کچی مسجد بنائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ترقی کے باعث اب مسجد بہت چھوٹی اور پُرانی ہونے کی وجہ سے بڑی شدّت سے نئی اور بڑی پختہ مسجد تعمیر کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ مسجد کی تعمیر کے لئے مزے حسن رائی صاحب نے ایک پلاٹ جماعت کو تحفۃً دیا۔ جزاہُ اللہ احسن الجزاء۔ چنانچہ جولائی 2014ء میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا جو اکتوبر 2014ء میں اپنے اختتام کو پہنچا۔ بومانی جماعت اندرون کوسٹ میں واقع ہے اور راستہ کچا اور ناہموار ہونے کی وجہ سے ذرائع مواصلات اور آمد و رفت کافی مشکل ہیں اور ممباسہ سے ایک سو کلومیٹر سے بھی زیادہ دور ہے اِس لئے تعمیراتی سامان کو وہاں پہنچانے میں بعض دقتیں پیش آئیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام مراحل بخیر و خوبی طے ہوئے اور بالآخر مسجد تعمیر ہو گئی۔ وقتاً فوقتاً احبابِ جماعت وقارِ عمل بھی کرتے رہے۔

21 دسمبر 2014ء کو علی الصبح 22 احباب پر مشتمل ایک قافلہ ممباسہ سے بومانی کے لئے مکرم امیر صاحب کے ہمراہ روانہ ہوا جو دس بجے بومانی پہنچ گیا۔ لوکل احبابِ جماعت نے نعروں سے بھرپور استقبال کیا۔

احمدیہ مسجد بومانی (Bomani) کینیا

تقریب کا آغاز صبح ساڑھے دس بجے ہوا۔ سب سے پہلے مکرم امیر صاحب، لوکل صدر صاحب اور ایک مخلص عرب احمدی دوست مکرم حسین صالح صاحب نے مسجد کے احاطے میں یادگار کے طور پر پودے لگائے۔ پھر مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی اور مسجد کے اندرون کا جائزہ لیا۔ پروگرام کے لئے مسجد سے باہر صحن میں خیمہ نصب کیا گیا تھا۔

افتتاحی تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآنِ کریم مع سواحیلی ترجمہ اور نظم سے ہوا۔ بعد ازاں مکرم صدر صاحب بومانی نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ بومانی جماعت کو مسجد کے حقوق و فرائض بھی ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر مکرم سعیدی بکاری صاحب معلم نے جماعتِ احمدیہ بومانی کی تاریخ اور مسجد کی تعمیر کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ اِس کے بعد مکرم محمد بُوئی صاحب معلم نے نماز کی اہمیت اور مسجد کے آداب پر تقریر کی۔ اُن کے بعد حسین صالح صاحب نے مہمانوں کی معلومات کے لئے جماعتِ احمدیہ کے عقائد کو اجمالاً بیان کیا اور کہا کہ ہماری مساجد امن کا گہوارہ ہیں اور خدائے واحد کی پرستش کرنے والوں کے لئے بلاتفریق مذہب و ملّت کے کھلی ہیں۔

پھر ایک مہمان عثمان صاحب نے جو سُنّی مسجد کے امام ہیں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور آپس میں مل جل کر رہنے اور بھائی چارہ پر زور دیا۔

آخر میں مکرم امیر صاحب نے خطاب کیا۔ آپ نے احبابِ جماعت اور دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ نیز مسجد کی اہمیت کو قرآن و حدیث سے بیان کرتے ہوئے ایک احمدی کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی مساجد نور پھیلانے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ آپ نے تلقین کی کہ اِس نور کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور نماز

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

درود شریف میں تمام دعائیں آجاتی ہیں

(روایت حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ) ''ہنوز میں لاہور کے دفتر اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا 1898ء کا یا اس کے قریب کا واقعہ ہے کہ مَیں درود شریف کثرت سے پڑھتا تھا اور اس میں بہت لذّت اور سرور حاصل کرتا تھا۔ انہی ایّام میں مَیں نے ایک حدیث میں پڑھا کہ ایک صحابی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ میری ساری دعائیں درود شریف ہی ہوا کریں گے۔ یہ حدیث پڑھ کر مجھے بھی پُر زور خواہش پیدا ہوئی کہ مَیں بھی ایسا ہی کروں۔ چنانچہ ایک روز جب کہ مَیں قادیان آیا ہوا تھا اور مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ مَیں نے عرض کیا کہ میری یہ خواہش ہے کہ مَیں اپنی تمام خواہشوں اور مرادوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے درود شریف ہی کی دعا مانگا کروں۔ حضورؑ نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور تمام حاضرین سمیت ہاتھ اٹھا کر اسی وقت میرے لئے دعا کی۔ تب سے میرا اس پر عمل ہے کہ اپنی تمام خواہشوں کو درود شریف کی دعا میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں اور یہ قبولیتِ دعا کا ایک بہت بڑا ذریعہ میرے تجربہ میں آیا ہے۔ وَمَاتَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ۔ محمد صادق 18/ اپریل 1934ء''

......

درود شریف کا ہدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو ایک خط میں تحریر فرمایا:

''محبّی اخویم مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مَیں نے آپ کا خط پڑھا۔ مَیں انشاء اللہ الکریم آپ کے لئے دعا کروں گا تا یہ حالت بدل جائے اور انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ مگر مَیں آپ کو ابھی صلاح نہیں دیتا کہ اس تنخواہ پر آپ دس روپیہ ماہوار بھیجا کریں کیونکہ تنخواہ قلیل ہے اور اہل و عیال کا حق ہے بلکہ مَیں آپ کو تاکیدی طور پر اور حکمًا لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت تک کہ خدا تعالیٰ کوئی با گنجائش اور کافی ترقی بخشے یہی تین روپے بھیج دیا کریں۔ اگر میرا کانشنس اس کے خلاف کہتا تو مَیں ایسا ہی لکھتا مگر میرا نورِ قلب یہی مجھے اجازت دیتا ہے کہ آپ اس مقررہ چندہ پر قائم رہیں۔ ہاں بجائے زیادت کے درود شریف پڑھا کریں کہ وہی ہدیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس ہدیہ کے ارسال میں آپ سے سستی ہوئی ہو۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ 18 مارچ 1898ء''

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 334

مکرم خالد عطیہ نصار صاحب

مکرم خالد عطیہ نصار صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق اردن کے ایک مسلم سنّی گھرانے سے ہے۔اپنے معاشرے کے دیگر لوگوں کی طرح ہمارے بھی وہی معروف اور مروّجہ عقائد تھے جن کا تذکرہ اکثر مسجد و منبر پر ہوتا تھا، جو گھر و مدرسہ میں پڑھائے جاتے اور جنہیں ہمارے تعلیمی کورسز میں بھی شامل کیا گیا تھا۔

عقیدہ نزول عیسیٰ سے خاص لگاؤ

یہ وہ عقائد تھے جو ہمیں باپ دادا سے موروثی طور پر ملے تھے۔شاید ان میں سے اہم ترین عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تھا۔گیارہ سال کی عمر سے ہی مجھے اس عقیدہ سے خاص لگاؤ ہو گیا تھا، اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد اسلام کی فتوحات کی خبریں سن سن کر میرے دل میں اس نبی اللہ کی محبت بھی راسخ ہو گئی تھی۔میں نے اس موضوع پر مولویوں کی بے شمار کیسٹس سنیں اور پھر جوں جوں بڑا ہوا اس عقیدہ سے محبت بھی پروان چڑھتی گئی اور نزول مسیح کے علاوہ کسر صلیب اور قتل خنزیر جیسے امور کے بارہ میں مختلف کیسٹس، دروس، اور تقاریر وغیرہ سے ملنے والی جملہ معلومات کو جمع کرنا میرا بہترین مشغلہ بن گیا۔

معصوم دعا

غالباً 1982ء یا 1983ء کی بات ہے کہ ایک روز میرے کانوں تک یہ خبر بھی پہنچی کہ ایک انڈین شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔مجھے یاد ہے کہ یہ جمعہ کا روز تھا اور میں نے اس روز سجدہ میں رو رو کر دعا کی کہ اے ربّ العزّت مجھے اس شخص کی نبوت اور صداقت کے بارہ میں تو کچھ معلوم نہیں ہے لیکن میری التجا ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو تو مجھے فرشتہ بھیج کر بتا دینا تا میں ان پر ایمان سے محروم نہ رہ جاؤں۔

گو اس وقت یہ ایک بچے کی معصوم سی دعا تھی لیکن شاید اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا سن لی اور مجھے مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

عیسائی مبلغ نے لاجواب کر دیا

جوانی میں قدم رکھا تو زندگی کے دیگر امور میں الجھ کر رہ گیا۔نماز روزہ کے علاوہ دیگر فرائض کی بروقت ادائیگی میں بھی سستی ہونے لگی۔دینی لحاظ سے اس کمزوری کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مضمون میرے ذہن کے نہاں خانوں میں زندہ رہا۔

2000ء میں میرا تعارف بعض عیسائی مبلغین سے ہوا اور ان کے ذریعہ میں بعض قبطی عیسائیوں سے بھی ملا۔ان کے ساتھ بات چیت میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کا مسئلہ ہمیشہ سرفہرست رہا۔میں نے محسوس کیا کہ اس مسئلہ پر عیسائیوں کے سامنے میرا مؤقف نہایت کمزور تھا۔نزول مسیح پر تو ہم سب کا اتفاق تھا لیکن انہیں اسلام میں نازل ہونے والے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان کا قائل نہ کر سکا۔

ایک روز ایک عیسائی مبلغ سے بات ہو رہی تھی، اس نے کہا کہ میں بھی تمہاری طرح عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا منتظر ہوں۔میں بھی تمہاری طرح عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرتا ہوں بلکہ شاید تم سے زیادہ ہی کرتا ہوں گا۔پھر جب ان باتوں پر ہم دونوں کا اتفاق ہے تو آؤ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور ہم مل کر دعا کرتے ہیں کہ یسوع مسیح کا جلد نزول ہو جائے تا ہم مل کر اس پر ایمان لانے والوں میں شامل ہو جائیں۔لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ جب وہ نازل ہو گا تو میں تم سے پہلے اس پر ایمان لانے کی کوشش کروں گا، اور یہ میرا حق بھی ہے کیونکہ وہ ہمارے مذہب کے بانی ہیں اور انہوں نے ہمارے لئے آنا ہے۔

یہ سن کر مجھے تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔اس کی بات درست تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ایسا عقیدہ مجھ سے پہلے اس کا تھا اس لئے ایسا عقیدہ رکھنے کی صورت میں مجھے اس کے ساتھ مل جانا چاہئے تھا۔ان خیالات نے مجھے شکست خوردہ بنا دیا تھا۔میرے پاس عیسائی مبلغ کی بات کا کوئی جواب نہ تھا۔

اس روز میں نے نماز شروع کی تو درود شریف کے بعد استغفار کیا اور سوچنے لگا، کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا دعا کروں؟ اگلے روز سے میں نے پوری تندہی کے ساتھ نزول عیسیٰ کے مسئلہ کے بارہ میں تحقیق شروع کر دی۔میں نے اس موضوع کے بارہ میں تقریباً ہر مشہور مولوی کی کتاب پڑھی اور ریکارڈڈ پروگرامز دیکھے اور مصری، سعودی و شامی مولویوں کے علاوہ میں نے شیعوں، صوفیوں اور نقشبندیوں اور دیگر فرقوں کی کتب اور لٹریچر کا بھی مطالعہ کیا لیکن مجھے عیسائی مبلغ کو لاجواب کرنے کے لئے کوئی تسلی بخش موقف نہ مل سکا۔

جماعت سے تعارف

2007ء کی بات ہے، اس وقت میری عمر 23 سال تھی۔میں ایک روز بیٹھا مختلف چینل بدل بدل کر دیکھ رہا تھا کہ ایک چینل پر ایک شخص کی تصویر کے نیچے یہ عبارت پڑھی: الإمام المهدي والمسيح الموعود۔میں پریشان ہو گیا کہ ایک ہی شخص بیک وقت امام مہدی اور مسیح موعود کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اگر ہو سکتا ہے تو یہ واقعہ کب ہوا؟

بہر حال ان سوالوں کے جواب کے لئے میں نے اس چینل کو دیکھنا شروع کر دیا۔میں جس وقت یہ چینل دیکھتا تھا اس وقت اس پر اکثر پروگرام لقاء مع العرب لگا ہوتا تھا۔کئی روز تک اس پروگرام کو دیکھنے کے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔مجھے آپ کے بیٹھنے کے انداز، آپ کے اعتماد اور آپ کے چہرہ پر پھیلنے والی مسکراہٹ نے اپنا اسیر کر لیا۔اگرچہ مجھے انگریزی بالکل نہیں آتی تھی لیکن میں بڑے اہتمام سے آپ کے ساتھ حضور رحمہ اللہ کو سنتا اور پھر ترجمہ سن کر آپ کے مدلّل کلام کا حظ اٹھاتا۔

امام مہدی کی تصویر

بعض روایات میں امام مہدی کی ایک یہ علامت بھی بیان ہوئی ہے کہ وہ بات کرنے کے دوران اپنا داہنا ہاتھ اپنی ران پر مارتا ہو گا۔چنانچہ میں نے اپنے ذہن میں امام مہدی کی ایک تصویر بنائی ہوئی تھی کہ وہ اپنے اصحاب میں بیٹھ کر اس طرح اپنی ران پر ہاتھ مار مار کر بات کریں گے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو دیکھ کر مجھے احساس ہوتا تھا کہ آپ کی شکل میرے ذہن میں موجود امام مہدی کی اس تصویر سے بعینہٖ ملتی جلتی تھی۔

بہر حال میں بڑے شغف اور پسندیدگی کے ساتھ لقاء مع العرب دیکھتا رہا۔مجھے نزول مسیح کے عقیدہ کی تشریح، دجال کی حقیقت اور اس پروگرام میں بیان ہونے والے دیگر مضامین نہایت اچھے لگے اور کئی مشکل اور مبہم مسائل کے بارہ میں بڑی واضح راہنمائی ملی۔

ایم ٹی اے کی تشہیر اور معاندین احمدیت کی عادتِ تکفیر

تین ماہ تک یہ چینل دیکھنے کے دوران میں نے اس سے خوب استفادہ کیا۔ازاں بعد میں نے اپنے حلقہ احباب میں اس چینل کے بارہ میں بتانا شروع کر دیا۔ایک دفعہ میں نے ایک مولوی سے اس چینل اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں سوال کیا تو اس نے مجھے گھورتے ہوئے نہایت غضبناک لہجے میں کہا کہ یہ لوگ تو قادیانی ہیں، اور قادیانی مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں۔ان میں سے چند ایک یہاں اردن میں بھی رہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ میں تو ایک عرصہ سے ان کا یہ چینل دیکھ رہا ہوں، مجھے تو ان میں کوئی عیب نظر نہیں آیا۔اس پر مولوی صاحب نے بڑی ہمدردی سے فرمایا کہ دراصل یہ باطنی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔میں نے عرض کیا کہ آپ کسی کے بارہ میں یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس کے اندر کچھ ہے اور باہر کچھ۔اس نے کہا کہ میں زیادہ تفصیلوں میں نہیں جانا چاہتا۔مختصر طور پر یہی کہتا ہوں کہ یہ کافر لوگ ہیں اور تم ان سے دُور رہو۔

دعا اور انشراح وبیعت

مولوی صاحب کی باتوں کی وجہ سے میں ایم ٹی اے دیکھنا تو نہ چھوڑ سکا، تاہم الٰہی راہنمائی کے لئے یہ دعا کرنی شروع کر دی کہ اے اللہ مجھے حق کو سچا اور واضح کر کے دکھا دے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما، اور باطل کو جھوٹا ثابت کر کے دکھا دے اور اس سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اس عرصہ میں میں نے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کا السِّیْرَۃُ الْمُطَهَّرَۃ کے عنوان سے کئی قسطوں پر مشتمل پروگرام بھی دیکھنا شروع کیا، نیز پروگرام الحوار المباشر کو دیکھنے لگا۔میں جب یہ پروگرامز دیکھتا تو خود کو اس جماعت کا حصہ سمجھتا اور قبول حق کے لئے تیار ہو جاتا کیونکہ میرا دل گواہی دیتا تھا کہ مرزا غلام احمد ہی امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔لیکن پھر وساوس کی زد میں آ جاتا اور میرا عزم کمزور ہونے لگتا۔ایک ماہ تک قائم رہنے والی یہ کیفیت میری زندگی کا بہت ہی کٹھن مرحلہ تھا۔میں نے اس گھٹن سے نکلنے کے لئے دوبارہ مولوی حضرات کا رخ کیا۔عجیب بات یہ ہے کہ اب کی بار مولوی حضرات کی باتوں کا الٹا اثر ہوا۔لمبی تفصیلوں کی بجائے خلاصۃً یہی کہتا ہوں کہ مولویوں سے مل کر اور ان کی باتیں سن کر مجھے اندھے اور بصیر کا فرق سمجھ آ گیا۔میرے لئے بہرے اور شنوائی رکھنے والے میں تمیز آسان ہو گئی، اور میں عاقل و جاہل کی پہچان کرنے کے قابل ہو گیا۔لہٰذا میں نے بغیر وقت ضائع کئے جماعت سے رابطہ کیا۔مکرم تمیم ابو دقہ صاحب سے بات ہوئی تو میری درخواست پر انہوں نے ایک احمدی کو میرے پاس بھیج دیا۔میں نے بیعت فارم پُر کر کے انہیں دے دیا اور یوں خدا کے فضل سے اس سفینۂ نجات کے سواروں میں شامل ہو گیا۔

خلیفۂ وقت کی خداداد محبت

میں نے ایک عرصہ تک صرف پروگرام لقاء مع العرب ہی دیکھا تھا، اس وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی شخصیت سے بہت متاثر تھا۔بعد میں مجھے پتہ چلا کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے اور اب جماعت خلیفہ خامس کی قیادت میں رواں دواں ہے۔گو میں نے بیعت تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہی کی تھی لیکن حضور انور کے ساتھ ذاتی تعلق قائم نہ ہوا تھا اور میں اس کے لئے دعا گو تھا۔پھر جب حضور انور کے دستخط کے ساتھ مجھے قبولِ بیعت کا خط ملا تو دل میں پیارے آقا کی محبت کا طوفان اُمڈ آیا۔نیز اسی روز میں نے ٹی وی پر حضور انور کو بچوں کے ایک پروگرام میں دیکھا، آپ کی خوبصورت مسکراہٹ والی تصویر میرے دل میں اتر گئی اور پھر ایسی محبت پیدا ہوئی کہ اب میں روزانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خادم صادق حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کے لئے دعا کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تائید و نصرت فرمائے اور ہم آپ کے عہد مبارک میں اسلام کا غلبہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔آمین۔

اب اگر میں حضور انور کو کسی پروگرام میں دعا کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کی ساری دعائیں قبول فرما لے، اور اگر بیعت لیتے ہوئے دیکھتا ہوں تو دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں عہد بیعت نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

میں نے متعدد بار حضور انور کو رؤیا میں بھی دیکھا۔ایک رؤیا جس کے منظر اور اس میں آنے والی لذت کو میں نہیں بھول سکتا یوں ہے کہ میں نے حضور انور کو ایک پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا۔یہ پہاڑ سرسبز درختوں سے ڈھکا ہوا تھا۔میں نے حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کی تو حضور انور نے ایک مسجد کی طرف اشارہ کر کے مجھے فرمایا کہ اس میں چلے جاؤ۔میں نے دیکھا تو وہ ایک سفید رنگ کی مسجد تھی جس سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔شاید اس رؤیا میں مجھے خدا کے قرب کی راہیں تلاش کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔بہر حال اس رؤیا کے بعد سے لے کر اب تک میں ہر دس پندرہ دن کے بعد حضور انور کی خدمت میں اپنی روحانی ترقیات کے لئے دعا کا خط لکھ دیتا ہوں۔

خلیفۂ وقت کی دعا

جس جگہ میں شادی کرنا چاہتا تھا وہاں بہت سی روکیں تھیں، بلکہ بعض اوقات تو محسوس ہوتا تھا کہ شاید یہ شادی ہونا ہی ناممکن ہے۔میں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھا۔مؤرخہ 12 اگست 2012ء کو حضور انور کی طرف سے مجھے جوابی خط ملا جس میں حضور انور نے ہر روک دُور ہونے اور شادی مبارک ہونے کی دعا کی تھی۔پیارے آقا کی استجابتِ دعا کا اعجاز یوں ظاہر ہوا کہ اسی روز میری تمام مشکلات دُور ہو گئیں اور اسی روز شام کو میرے نکاح کا اعلان بھی ہو گیا۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا اور دلی خواہش ہے کہ کسی روز حضور انور سے ملاقات ہو جائے۔مجھے خدا تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ وہ اس کے سامان پیدا فرما دے گا۔

............(باقی آئندہ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح تمدّن کی بنیاد رکھی

خطاب فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

(برموقع جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقدہ 6 نومبر 1932ء بمقام قادیان)

دوسری و آخری قسط

تمدّن کے معنی ہیں: مدنیت، شہریت، چند آدمیوں کا مل کر رہنا۔ جب چند آدمی مل کر رہیں تو کئی قسم کی دقتیں پیش آتی ہیں کیونکہ ہر شخص کی خواہشات دوسرے کے تابع نہیں ہوتیں اور بسا اوقات ٹکرا جاتی ہیں۔ مثلاً ایک پھول ہے۔ دو آدمیوں کی خواہش ہے کہ اسے حاصل کریں۔ اب اگر وہ مل کر رہنا چاہتے ہیں تو کوئی ایسا قانون ہونا چاہئے جو یہ بتائے کہ وہ کون لے۔ اکٹھے مل کر رہنے کے لئے کوئی اصول مقرر کر کے ان پر چلنا ہوگا وگرنہ سر پھٹول جاری ہو جائے گی۔ اور اسی غرض سے دنیا نے کئی انتظام کئے ہیں۔

تمدّن کے دوام کے لئے عورت مرد مل کر رہتے ہیں جو میاں بیوی کہلاتے ہیں۔ وہ آئندہ نسل کی ذمہ داری اپنے سر پر لیتے ہیں اسے خاندان کہا جاتا ہے۔ پھر محلّہ والوں کے ساتھ تعلقات کو نظام میں لانے کے لئے اور قوانین کی ضرورت ہے۔ پھر ان قوانین پر عمل کرانے کے لئے راجہ یا نواب یا بادشاہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر ایک دوسرے سے لین دین شادی، غمی، موت، پیدائش وغیرہ معاملات کے لئے آئین وضوابط ضروری ہیں۔ اس کے لئے قضاء یا ججوں وغیرہ کا انتظام ہوتا ہے۔ گویا ان قوانین کا نام جن سے بنی نوع انسان آرام سے رہ سکیں اور باہمی جھگڑے دور ہو جائیں تمدن ہے۔

اس کے متعلق پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس انتظام کو لوگ قبول کیوں کریں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قانون فلاں نے اس لئے بنایا ہے کہ مجھے نقصان پہنچائے مَیں اسے نہیں مانتا۔ تمدّن قائم کرنے والے کہتے ہیں ایسی مشکلات کو دُور کرنے کے لئے بادشاہ چاہئے جس کے پاس فوج اور پولیس ہو تا کہ لوگوں کو سزا دے کر ٹھیک کر دے۔ مگر کہا جا سکتا ہے کہ اس کے معنی تو یہ ہوں گے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس، جس کے پاس زیادہ زور ہوگا وہی حکومت کرے گا۔ اگر یہ اصول صحیح مان لیا جائے تو رعایا میں سے جس کا زور چلے گا وہ بھی چلائے گا۔ اسے پھر ہم کس اصول کی بناء پر روک سکیں گے۔ اور یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب آج تک دنیا نہیں دے سکی۔ یہی وجہ ہے کہ بغاوت کو دُور کرنے یا اسے ناجائز منوانے کے لئے دنیا کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ جو دلیل دی جائے باغی وہی بادشاہ پر چسپاں کر دیتے ہیں۔

گویا جو تمدّن کی بنیاد ہے اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ کیوں ایک دوسرے کی بات مانیں اور کیوں اپنا حق چھوڑ دیں۔ اس کا جواب دنیا معلوم نہیں کر سکی۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا جواب دیا ہے۔

فرمایا دیکھو تمہارے تمدنی اختلافات کی بنیاد یہ ہے کہ ہم کیوں کر یہ مان لیں کہ جس کے ہاتھ میں فیصلہ کرنے کا کام ہے وہ منصف اور عادل ہے۔ ممکن ہے وہ دشمن سے سختی اور دوست سے نرمی کا برتاؤ کرے پھر کس طرح تسلیم کر لیں کہ وہ صحیح فیصلہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا یہ دلیل ٹھیک ہے۔ واقعہ میں لوگوں کے فوائد اس طرح ہیں۔ کوئی کسی کا رشتہ دار ہے، کسی کی کسی سے دوستی اور کسی سے دشمنی اور بعض سے منافرت، اس لئے ان حالات کی موجودگی میں انسانوں کے قواعد قابل اعتماد نہیں ہو سکتے اور وہ یقیناً غلط ہیں۔

دراصل تمدّن کی بنیاد الہام پر ہونی چاہئے اور تمدّنی قوانین اس ذات کی طرف سے ہونے چاہئیں جس کی نہ کسی سے رشتہ داری ہے اور نہ کسی سے دشمنی۔

عورتوں سے پوچھو کہتی ہیں مردوں کے ہاتھ میں چونکہ قانون بنانا ہے اس لئے جس طرح چاہتے ہیں بنا لیتے ہیں۔ ہندوستانی کہتے ہیں ملکی قوانین انگریزوں نے اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے کے لئے بنائے ہوئے ہیں اس لئے ہم سول نافرمانی کرتے ہیں۔ گاندھی جی کہتے ہیں ہم انگریزوں کا قانون نہیں مانتے وہ ہمارے مخالف ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے قوانین کے متعلق کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ خدا تعالیٰ کو اس سے غرض نہیں کہ لنکا شائر کا کپڑا فروخت ہو یا نہ ہو اور ہندوستان کی روئی بِکے یا نہ بِکے، نہ اسے کسی ملک کے نمک سے سروکار ہے۔ اس کے نزدیک سب یکساں ہیں۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر فرمایا اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (النور 36) خدا ہی آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ سب چیزیں اُسی سے طاقت پاتی ہیں۔ وہ جس قانون کو جاری کرتا ہے وہ ایسے سرچشمہ سے نور حاصل کرتا ہے کہ جو لَا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ (النور:36) جو نہ شرقی ہے نہ غربی۔ **گویا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آ کر بتایا کہ دنیا میں کبھی امن نہیں ہو سکتا جب تک تمدّن کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو۔** باقیوں نے کہا ہم تمدّنی قوانین بنائیں گے اور اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس نے تمدّنی امور میں دخل دیا ہے۔ اب وہ لوگ دھکّے کھا کھا کر وہیں آ رہے ہیں جہاں اسلام لانا چاہتا ہے۔ **تعلقات خواہ میاں بیوی کے ہوں یا ماں باپ کے، بھائی بھائی کے ہوں یا بہن بھائی کے، رعایا اور راعی کے ہوں یا مختلف حکومتوں کے سب میں دنیا اسلام کی طرف آ رہی ہے۔**

پس پہلی بنیاد جو تمدن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی وہ یہ تھی کہ تمدن کی بنیاد الہام پر ہونی چاہئے وَاِلَّا بعض کو شکوہ رہے گا کہ بعض کی رعایت کی گئی ہے۔

اب صرف یہ سوال رہ جاتا ہے کہ جو تمدن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا وہ خدا کی طرف سے ہے یا نہیں۔ لیکن یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ واقعی خدا کی طرف سے ہے اس پر رعایت کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں جو قوانین لوگ بناتے ہیں ان کے متعلق تو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ بنانے والے کو اس کا حق بھی تھا یا نہیں لیکن خدا تعالیٰ کے متعلق اس قسم کا اعتراض بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ یہ قانون فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے جملہ تمدّنی امور کے متعلق ایسے قوانین بنائے ہیں کہ ان میں کوئی رخنہ یا نقص نہیں نکالا جا سکتا اور ایسی تعلیم دی ہے کہ اس کے ذریعہ انسانوں کا باہم مل کر بیٹھنا ممکن ہو گیا ہے۔

دنیا میں تمدّنی امور میں پہلی چیز شادی یعنی میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ اسی سے نسلِ انسانی چلتی ہے۔ اس کے متعلق ہی اسلامی تعلیم کو اگر دیکھ لیا جائے تو ہمارے دعویٰ کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ دنیا میں شادی عام طور پر یا تو زور سے کی جاتی ہے یا محبت سے۔ زور سے شادی دو قسم کی ہوتی ہے یا تو مرد زبردستی کسی عورت سے شادی کر لے اور یا لڑکی کے والدین زبردستی جس سے چاہیں شادی کر دیں۔

بابل کی حکومت میں یہی قانون رائج تھا کہ لڑکیاں جب جوان ہو جاتیں تو والدین انہیں مارکیٹ میں لا کر اس لئے کھڑا کر دیتے کہ ہم نے اسے پال پوس کر جوان کیا ہے اب کون اس کی زیادہ قیمت دیتا ہے۔ اور جو اُن کی منشاء کے مطابق قیمت دے دیتا وہ لے جاتا، لڑکی کو اس میں کوئی اختیار نہ تھا۔ ہمارے ملک میں بھی یہی رواج ہے۔ یہاں اگرچہ مارکیٹ میں تو نہیں لے جاتے مگر گھر میں قیمت لے لیتے ہیں۔ اگر کہو کہ لڑکی کو مارکیٹ میں لے جاؤ تو کہیں گے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ یہ کس طرح ہو سکتا ہے لیکن یوں گھر میں روپیہ لے لیں گے حالانکہ یہ حماقت ہے۔ اگر قیمت ہی لینی ہے تو زیادہ سے زیادہ لینی چاہئے۔ غالبؔ نے کہا ہے۔

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا

تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو

یعنی اگر مجھے سر ہی پھوڑنا ہے تو اے معشوق تیرے دروازہ پر ہی کیوں پھوڑوں۔ جہاں چاہوں پھوڑ سکتا ہوں۔ اسی طرح اگر لڑکیوں کو بیچنا ہی ہو تو زیادہ قیمت پر مارکیٹ میں کیوں نہ لے جائیں۔ ہمارے ملک میں نوّے فیصدی زمیندار لڑکیوں کو بیچتے ہیں۔ اس کے لئے با قاعدہ سودا کرتے ہیں اور دو سَو، چار سَو، پانچ سَو، ہزار غرض کہ جس قدر بھی قیمت مل سکے وصول کرتے ہیں۔ وہ اپنی لڑکیوں کے لئے اچھا خاوند تلاش نہیں کرتے بلکہ جو زیادہ پیسہ دے اور اس طرح بسا اوقات جوان لڑکیاں بوڑھوں سے، شریف بدمعاشوں سے، لائق نالائقوں سے اور عقلمند بیوقوفوں سے بیاہ دی جاتی ہیں۔ گویا ایک طریق زور سے شادی کر دینے کا تو یہ ہے کہ ماں باپ قیمت لے کر جہاں چاہیں لڑکی کو بیاہ دیں۔ اس کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسے خاوند کی اگر موت بھی ہو جائے تو لڑکی آزاد نہیں ہو سکتی۔ اسے خاوند کے بھائی یا کسی اور رشتہ دار سے بیاہ دیا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے قیمت ادا کر کے اسے خریدا ہوتا ہے۔ اور بیوہ ہو جانے کی صورت میں اگر ماں باپ اسے اپنے گھر لاتے ہیں تو چوری یا کسی حیلہ سے کیونکہ بصورت دیگر جہاں لڑکی بیاہی ہوتی ہے وہ ادا کردہ رقم کا مطالبہ کرتے ہیں اور اس طرح ایسی لڑکی نہ صرف خاوند کی زندگی میں بلکہ اس سے آزادی کے بعد بھی قید ہی ہوتی ہے۔

دوسرا طریق یہ ہے جو ہندوؤں یا انگریزوں میں بھی رائج تھا کہ مرد جبر سے لے جائے۔ بڑے بڑے راجے مہاراجے اپنی لڑکیوں کو پیش کر دیتے کہ کون اسے چھین کر لے جاتا ہے اسے سوئمبر کی رسم کہا جاتا۔ بڑے بڑے راجے مہاراجے امیدوار ہو کر آتے طاقتوں کا مظاہرہ کرتے اور جو سب کو مغلوب کر لیتا وہ اس لڑکی کا خاوند ہو جاتا۔ خواہ وہ بدصورت ہی ہو یا جاہل یا نقائص اخلاقی اپنے اندر رکھتا ہو۔

انگریزوں میں لڑکی کی مرضی سے شادی کا دستور ہے مگر وہ مرضی بھی غیر مرضی کے برابر ہے۔ وہاں یہ طریق ہے کہ لڑکی لڑکا آپس میں ملیں، ایک دوسرے سے محبت کریں اور جب پسند آ جائے تو شادی کر لیں۔ کسی اور کا اس میں دخل نہیں ہوتا۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا ہے چونکہ جذبات کی دنیا سب پر غالب ہے اس طریق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہنگامی جذبات کے ماتحت وہ اخلاق و شرافت وغیرہ تمام اوصاف بھول جاتے ہیں۔ صرف مال اور حُسن وغیرہ کو دیکھ کر شادی کر لیتے ہیں اور جذبات جب ابھرتے ہیں تو عقل اور ہوش و حواس کھو دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے چور، ڈاکو اپنے آپ کو شریف اور امیر زادہ ظاہر کر کے امراء کی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں اور پھر تباہ کر دیتے ہیں۔

سات آٹھ سال کا عرصہ ہوا اخباروں میں ایک شادی کا بہت چرچا رہا۔ جرمنی میں ایک شخص آیا اور اس نے اپنے آپ کو روس کا شہزادہ ظاہر کر کے قیصر جرمنی کی ہمشیرہ سے شادی کر لی حالانکہ وہ فی الواقع کسی باورچی خانہ میں برتن مانجھنے والا تھا جس نے کسی نہ کسی طریق سے روپیہ حاصل کر کے یہ فریب کیا جو جلد ہی ظاہر ہو گیا۔ **تو محض اپنی مرضی کی شادی کا انجام بھی اچھا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس حالت میں اخلاق اور شرافت وغیرہ امور کو کوئی نہیں دیکھتا۔ مال و دولت یا حُسن پر لٹّو ہو جاتے ہیں۔**

اسلام نے شادی کے متعلق جو تعلیم دی اس سے پہلے شادی کی حکمت بتائی اور پھر یہ بتایا کہ شادی کیونکر کرنی چاہئے۔ میاں بیوی کی ذمہ داریاں کھول کھول کر بیان کیں، نتائج بتائے اور پھر بتایا کہ شادی دونوں کی مرضی سے ہونی چاہئے مگر اس طرح کہ اس میں ماں باپ کی مرضی بھی شامل ہو۔ اکیلے ماں باپ بھی اپنی مرضی سے اپنی لڑکی کی شادی نہیں کر سکتے۔ مگر لڑکی بھی صرف اپنی مرضی سے اُن کی مرضی کے بغیر نہیں کر سکتی۔ اگر صرف ماں باپ کی مرضی ہو تو بعض ماں باپ ایسے بھی ہوں گے جو صرف روپیہ دیکھیں گے لیکن لڑکی تو یہ بھی دیکھے گی کہ میری ساری ضرورتوں کو بھی پورا کر سکتا ہے یا نہیں۔ بعض شکلوں کو ہی بعض لڑکیاں برداشت نہیں کر سکتیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک لونڈی تھی جس نے آپؐ سے عرض کیا کہ مجھے اپنے خاوند کی شکل اچھی نہیں لگتی۔ پھر ایک اور عورت کے متعلق آتا ہے کہ اس نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مَیں اس شخص کے ساتھ جس سے میری شادی کی گئی ہے رہنا گوارا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ آپ نے علیحدگی کا حکم دے دیا۔ (ابن ماجہ کتاب النکاح باب من زوج ابنتہ و ھی کارھۃ، بخاری کتاب الحیل باب فی النکاح) تو بسا اوقات بعض آدمیوں کی شکل سے عورتوں کو طبعاً نفرت ہوتی ہے۔ لڑکی ان باتوں کو دیکھ سکتی ہے اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی بنیاد اس امر پر رکھی کہ دونوں کی مرضی سے ہو ماں باپ کی بھی اور لڑکی کی بھی۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر دونوں کی مرضی نہ ملے تو کیا کیا جائے۔ اگر لڑکی کو وہ پسند ہو مگر ماں باپ اپنے اغراض کے ماتحت وہاں اس کی شادی نہ کریں تو اسلام نے لڑکی کو اختیار دیا ہے وہ عدالت میں جا کر درخواست دے سکتی ہے کہ میرے والد اپنے اغراض کے ماتحت مجھے اچھے رشتہ سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور عدالت تحقیقات کے بعد اسے اجازت دے سکتی ہے کہ شادی کر لے۔ گویا اس طرح سب کے حقوق محفوظ کرنے کا انتظام کر دیا گیا۔ لڑکی اور ماں باپ دونوں کی مرضی کو ضروری رکھا اور اس طرح کا رشتہ یقیناً مبارک ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی شادیاں زیادہ کامیاب ہوتی ہیں۔

یورپ میں نوّے فیصدی شادیاں ناکام ہوتی ہیں۔ حتی کہ وہاں یہ لطیفہ مشہور ہے کہ اگر کوئی مرد وعورت اکٹھے جا رہے ہوں تو کہتے ہیں یا تو یہ میاں بیوی نہیں یا ان کی شادی پر ابھی ایک ماہ نہیں گزرا۔ **لیکن مسلمانوں میں نوّے فیصدی شادیاں کامیاب ہوتی ہیں۔** ہندوستان میں دیکھ لو، غیر قوموں کی عورتیں زیادہ نکلتی اور اغوا ہوتی ہیں سوائے ان قوموں کی عورتوں کے جن کی مالی یا اخلاقی حالت لوگوں نے خراب کر دی ہے۔

غرض **اسلام نے زوجیت کے تعلق کی ابتداء ایسے اصول پر رکھی کہ اس کی کوئی اور مثال نہیں مل سکتی۔ پھر دھوکے بازی سے بچنے کے لئے یہ حکم دیا کہ نکاح علی الاعلان ہو۔** جو علی الاعلان نہیں وہ نکاح ہی نہیں۔ اس سے بھی بہت سے فسادات کا انسداد ہو جاتا ہے۔ پوشیدہ طور پر تو کوئی غلط بات ظاہر کر کے دھوکا بھی دے سکتا ہے لیکن اعلان سے عام طور پر عیوب کھل جاتے ہیں۔

پھر **تمدّنی خرابیوں کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ مرد چونکہ کماتا ہے دولت اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے اس لئے وہ ناجائز طور پر عورت کو خرچ وغیرہ سے تنگ کر سکتا ہے اور عورت کو اس کا محتاج رہنا پڑتا ہے۔**

یورپ نے اس کا یہ علاج تجویز کیا ہے کہ وہ نوکریاں کرنے لگ گئی ہیں۔ نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ بعض ملکوں کی نسلیں کم ہونا شروع ہو گئی ہیں اور بعض ملکوں میں دس سال کے اندر چار، پانچ فیصدی نسل کم ہو گئی ہے۔

اسلام نے اس کا علاج یہ رکھا ہے کہ ہر شخص کی حیثیت کے مطابق عورت کا مہر مقرر کر دیا علاوہ اخراجات کے۔ گویا مہر عورت کا جیب خرچ ہے۔ دوسری سب ضرورتیں پھر بھی خاوند کے ذمہ ہیں اور مہر اس کے علاوہ ہے جس سے وہ ان ضرورتوں کو پورا کر سکتی ہے جو وہ خاوند کو نہیں بتانا چاہتی۔ مثلاً اس کے والدین غریب ہیں اور وہ ان کی مدد کرنا چاہتی ہے لیکن ساتھ ہی خاوند پر اپنی یہ خواہش ظاہر کر کے اس کی نظروں میں خود ذلیل ہونا اور والدین کو ذلیل کرنا نہیں چاہتی۔ یا مثلاً اس کے والدین فوت ہو چکے ہیں اور وہ اپنے بھائیوں کو تعلیم دلانا چاہتی ہے اور ساتھ ہی اس کی غیرت یہ بھی برداشت نہیں کرتی کہ خاوند کا احسان

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہی وہ جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اس کی خاطر نیک مقاصد کی ترقی کے لئے خرچ کرتی ہے اور خرچ کرنے کی خواہشمند ہے۔ اسلام کی تبلیغ ہے۔ مبلغین کی تیاری اور ان کو میدان عمل میں بھیجنا ہے۔ لٹریچر کی اشاعت ہے۔ قرآن کریم کی اشاعت ہے۔ مساجد کی تعمیر ہے۔ مشن ہاؤسز کی تعمیر ہے۔ سکولوں کا قیام ہے۔ ریڈیو اسٹیشنوں کا مختلف ممالک میں اجراء ہے جہاں سے دین کی تعلیم پھیلائی جاتی ہے۔ ہسپتالوں کا قیام ہے۔ دوسرے انسانی خدمت کے کام ہیں۔ غرض کہ اسی طرح کے مختلف النوع کام ہیں جو حقوق اللہ کی ادائیگی اور حقوق العباد کی ادائیگی سے تعلق رکھتے ہیں جو آج دنیا کے نقشے پر حقیقی اسلامی تعلیم کے مطابق صرف جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ یہ اس لئے کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان کر ان کاموں کی روح کو سمجھا ہے۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے نفس کی کنجوسی سے بچتے ہوئے ان لوگوں میں شامل ہونے کا اِدراک حاصل کیا ہے جن کا شمار مُفْلِحُوْن میں ہے۔

وقف جدید کے 58 ویں سال کے آغاز کا اعلان

گزشتہ سال جماعت کو وقف جدید میں 62 لاکھ 9 ہزار پونڈز کی قربانی کی توفیق ملی

دنیا کے مختلف ممالک کے مالی قربانی کے نہایت ایمان افروز واقعات کا روح پرور تذکرہ

وقف جدید میں مالی قربانی پیش کرنے میں پاکستان اوّل رہا ہے، برطانیہ دوم اور امریکہ تیسرے نمبر پر ہے

مختلف ممالک اور بعض بڑی جماعتوں کی وقف جدید کی مالی قربانی کا جائزہ

پاکستان کے احمدیوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ ربوہ میں بھی چند روز سے مخالفین اور معاندین کی طرف سے حالات خراب کرنے کی کافی کوشش کی جا رہی ہے

مسلمان دنیا اور یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے بھی دعا کریں

فرانس میں حال ہی میں ہونے والے دہشتگردی کے ظالمانہ واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمّت اور ممکنہ ردّ عمل کے خطرات کے پیش نظر اہم نصائح۔

ان دنوں میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی طرف توجہ دیں اور جو اپنے دائرے میں امن کی فضا پیدا کرنے کے لئے عملی کوشش بھی کر سکتے ہیں ان کو بھی کوشش کرنی چاہئے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 09 رجنوری 2015ء بمطابق 09 صلح 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

فَاتَّقُوااللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَ نْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ- اِنْ تُقْرِضُوْا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ۔ (التغابن:17-18) پس اللہ کا تقوی اختیار کرو جس حد تک تمہیں توفیق ہے اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اور جو نفس کی کنجوسی سے بچائے جائیں تو یہی ہیں وہ لوگ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو قرضۂ حسنہ دو گے تو وہ اسے تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت قدر شناس اور بردبار ہے۔

جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس طرف توجہ دلا رہا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور کامل اطاعت سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے جو بیشمار احکامات ہیں ان میں سے ایک اہم حکم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ہے۔ پس مومن کو مالی قربانی کے وقت کبھی تردّد اور ہچکچاہٹ سے کام نہیں لینا چاہئے کیونکہ یہ مالی قربانی جو مومنین کرتے ہیں ایک نیک مقصد کے لئے ہوتی ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہی وہ جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اس کی خاطر نیک مقاصد کی ترقی کے لئے خرچ کرتی ہے اور خرچ کرنے کی خواہشمند ہے۔ اسلام کی تبلیغ ہے۔ مبلغین کی تیاری اور ان کو میدان عمل میں بھیجنا ہے۔ لٹریچر کی اشاعت ہے۔ قرآن کریم کی اشاعت ہے۔ مساجد کی تعمیر ہے۔ مشن ہاؤسز کی تعمیر ہے۔ سکولوں کا قیام ہے۔ ریڈیو اسٹیشنوں کا مختلف ممالک میں اجراء ہے جہاں سے دین کی تعلیم پھیلائی جاتی ہے۔ ہسپتالوں کا قیام ہے۔ دوسرے انسانی خدمت کے کام ہیں۔ غرض کہ اسی طرح کے مختلف النوع کام ہیں جو حقوق اللہ کی ادائیگی اور حقوق العباد کی ادائیگی سے تعلق رکھتے ہیں جو آج دنیا کے نقشے پر حقیقی اسلامی تعلیم کے مطابق صرف جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ یہ اس لئے کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان کر ان کاموں کی روح کو سمجھا ہے۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے نفس کی کنجوسی سے بچتے ہوئے ان لوگوں میں شامل ہونے کا اِدراک حاصل کیا ہے جن کا شمار مُفْلِحُوْن میں ہے۔ صرف کامیابی اس کے معنی نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو کشائش پانے

والے ہیں۔ اس کے معنی میں وسعت ہے۔ کامیابیوں سے بہت بڑھ کے اس کی تفصیل ہے۔ وہ لوگ جو کشائش پانے والے ہیں جو کامیابیاں حاصل کرنے والے ہیں۔ اپنی نیک خواہشات کی تکمیل کرنے والے ہیں۔ وہ لوگ ہیں جو خوشگوار زندگی کو حاصل کرنے کی خواہش رکھنے والے ہیں۔ ایسی خوشگوار زندگی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو۔ جن کی زندگیاں خدا تعالیٰ کی حفاظت میں آ جاتی ہیں۔ جن کی کشائش کو دوام حاصل ہوتا ہے۔ جو مستقل رہتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اطمینان حاصل کرنے والے ہیں۔ جن پر اس دنیا میں بھی اور اُخروی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل ہمیشہ نازل ہوتے رہتے ہیں۔

پس جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کامیابیاں پاتے ہیں ان کی کامیابیاں محدود نہیں ہوتیں بلکہ جیسا کہ مَیں نے بتایا ان کامیابیوں کی بے انتہا وسعت ہے۔ پس کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس قسم کی کامیابیاں حاصل کرنے والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ ان سے صرف خرچ کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا بلکہ یہ جو خرچ کرنے والے ہیں یہ تم لوگ ہو۔ اور یہ جو خرچ ہے یہ خرچ کرنے والوں کی فلاح کا ایک ذریعہ ہے۔ خدا تعالیٰ ادھار نہیں رکھتا۔ تمہاری مالی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ اس طرح پیار کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کی اس طرح قدر کرتا ہے جیسے تم نے خدا تعالیٰ کو قرضۂ حسنہ دیا ہوا اور جب قرض کی واپسی کا وقت آتا ہے تو خدا تعالیٰ بڑھا کر دیتا ہے اور صرف یہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری اس قربانی کی وجہ سے تمہارے گناہ بخش دے گا اور نہ صرف گناہ بخش دے گا بلکہ تمہیں مزید نیکیوں کی توفیق بخشے گا۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی قدر شناسی کا اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔ اس قدر شناسی کی کچھ تفصیل مُفْلِحون کے لفظ کی وضاحت میں بیان ہوگئی ہے۔

پس کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے فیض سے اس طرح فیض پاتے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا آج اس دنیا میں احمدی ہی ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا اِدراک ہے اور اس وجہ سے احمدی ہی ہیں جو اس فیض سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اور یہ صرف کوئی زبانی باتیں ہی نہیں ہیں ایسی سینکڑوں بلکہ ہزاروں مثالیں ہیں جو میرے سامنے وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہیں۔ جو لوگ مالی قربانیاں کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں، اور لکھتے ہیں۔ وہ ایک تڑپ کے ساتھ یہ قربانیاں کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر مالی قربانی یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا اِدراک نہ ہو تو کون اس طرح تڑپ کے ساتھ مالی قربانی کر سکتا ہے؟ اور پھر یہی نہیں ایسے بھی بہت سے ہیں جو اس مالی قربانی کے بعد فوری طور پر اس تجربے سے بھی گزرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کس طرح بڑھا کر واپس کرتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس پیار کے سلوک کا ان پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھے ہوئے مال کو پھر اسی کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں اور یوں وہ مالی لحاظ سے بھی فضلوں کے حاصل کرنے والے بنتے چلے جاتے ہیں اور جو دوسرے مفادات ہیں، جو دوسرے فیض ہیں وہ بھی ان کو پہنچتے چلے جاتے ہیں۔ ایسے بہت سارے واقعات ہیں جو بڑے جذباتی انداز میں احمدی بیان کرتے ہیں کہ کس طرح ان پر اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا۔ کس طرح ان کو قربانی کی توفیق ملی اور ان کی امیدوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ حصہ پانے والے بنے۔ ایسے چند واقعات اس وقت مَیں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

بینن سے ہمارے مبلغ سلسلہ نے لکھا کہ کوتونوشہر سے ایک معمر احمدی سلمان صاحب ہیں۔ مالی لحاظ سے بہت کمزور۔ دسمبر میں جلسہ سالانہ بینن میں شرکت کے لئے ان کے پاس اتنی حیثیت بھی نہیں تھی کہ خود آنے جانے کا پندرہ سو سیفا کرایہ لگتا ہے وہ دے سکتے۔ جلسے میں شرکت کے لئے جب انہیں کہا گیا، زور دیا گیا تو بہرحال کوشش کر کے ایک طرف کا کرایہ خرچ کر کے جلسہ گاہ تو پہنچ گئے مگر واپس جانے کا کرایہ نہیں تھا۔ پھر ان کا انتظام کرنا پڑا۔ جلسے کے بعد گھر پہنچے۔ چار پانچ دن کے بعد جو وقف جدید کے محصّلین ہیں وہ چندہ لینے ان کے گھر گئے تو بتایا آپ کے چندہ وقف جدید کی ادائیگی ابھی رہتی ہے جو آپ نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ سلمان صاحب نے بڑی بشاشت سے ان کا گھر پر استقبال کیا اور وقف جدید کے چندہ کا سن کے گھر کے اندر گئے اور چھ ہزار فرانک سیفا لا کے دے دیا۔ یہ لکھنے والے لکھتے ہیں ان کی حیثیت کے مطابق یہ بہت بڑی رقم تھی۔ اس پر محصّل راجی شھو د صاحب پہلے تو جذباتی ہو گئے۔ پھر انہوں نے ان کو کہا کہ آپ بیشک تھوڑی رقم دیں۔ اتنی بڑی رقم نہ دیں۔ بچوں کے لئے بھی رکھیں کیونکہ یہ آپ کی حیثیت سے زیادہ ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ جب خدا نے مجھے یہ رقم دی ہے تو میں اس کی راہ میں کیوں نہ دوں۔ یہ میری رقم نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ میرے پاس تو جلسہ جانے کے لئے کوئی رقم نہیں تھی۔ بڑی مشکل سے ایک طرف کا کرایہ خرچ کر کے گیا تھا۔ واپسی پر اللہ تعالیٰ نے اس قدر نوازا ہے کہ میں یہ رقم خوشی سے اس کی راہ میں دینے کو تیار ہوں۔ اور نیز کہنے لگے کہ دو دن کے بعد دوبارہ آئیں۔ مَیں پھر رقم دوں گا اور دو دن کے بعد انہوں نے دو ہزار سیفا مزید ادائیگی کی۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

پھر تنزانیہ کے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ وہاں کے ایک ریجن کے احمد مَنْیَوِپے صاحب نومبائع ہیں۔ دو سال پہلے احمدی ہوئے ہیں۔ انہوں نے بار بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ جو بھی ہم وقف جدید اور تحریک جدید میں دیتے ہیں ہمیں خدا تعالیٰ زیادہ کر کے واپس کرتا ہے اور جماعت میں شامل ہونے سے پہلے ہمیں پتا نہیں لگتا تھا کہ پیسہ کہاں جاتا تھا لیکن جب سے جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور چندہ دینا شروع کیا ہے تو ایک دلی تسکین ملتی ہے اور ہمارے معاشی حالات بہت بہتر ہو گئے ہیں۔

پھر برونڈی کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں وہاں ایک ابوبکر صاحب ہیں۔ بہت غریب نو احمدی ہیں۔ معمولی تنخواہ پر اپنا گزارہ کرتے ہیں۔ اپنے والدین کی بھی مدد کرتے ہیں تو کہتے ہیں جب مَیں ان کے پاس چندہ وقف جدید کے لئے گیا تو فوراً کچھ ادا کیا اور کہا کہ ان کے والد صاحب کے پاؤں میں زخم ہونے کی وجہ سے وہ بہت زیادہ بیمار ہیں۔ تین ماہ سے ہسپتال میں بھی کافی علاج کروا چکے ہیں۔ دیسی علاج بھی کروا چکے ہیں۔ اب ڈاکٹر ان کا پاؤں کاٹنے کا سوچ رہے ہیں اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ مبلغ لکھتے ہیں کہ دو ہفتے بعد ابوبکر صاحب جمعہ پر آئے اور سب سے پہلے تو اپنا بقایا چندہ وقف جدید ادا کیا اور بڑے درد بھرے الفاظ میں شکریہ ادا کرنا شروع کیا اور بتایا کہ جب چندہ وقف جدید کی معمولی رقم ادا کی تھی (کچھ رقم انہوں نے پہلے دے دی تھی) تو اس کا یہ فضل ہوا کہ جہاں مَیں کام کرتا تھا میرے مالک نے میری تنخواہ میں اضافہ کر دیا اور اس سے بڑھ کر یہ فضل ہوا کہ میرے والد صاحب بھی ٹھیک ہونا شروع ہو گئے۔ پہلے وہ سوٹی کے سہارے، چھڑی کے سہارے چلتے تھے، اب بغیر سہارے کے چلنا شروع ہو گئے ہیں اور یہ سب چندہ دینے کی برکت ہے۔ اور پھر انہوں نے کہا کہ مجھے آمد کے مطابق چندہ عام کا حساب بھی بتائیں تا کہ مَیں باقاعدگی سے چندہ دینا شروع کروں۔

پھر تنزانیہ کے ایک لِنڈی ریجن کے سلیمانی صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں دکاندار ہوں۔ پچھلے سال میرے کاروبار میں خسارہ ہوا لیکن میں نے تحریک جدید اور وقف جدید کے وعدہ جات میں کمی نہیں ہونے دی اور رمضان المبارک میں ہی اپنے وعدے سے بہت زیادہ ادائیگی کی تا کہ خلیفۃ المسیح کی دعا کا حصہ بن سکوں اور اس خسارے سے نکلوں۔ خدا تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ اس وقت میری ایک دکان تھی وہ بھی خسارے میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے چندے میں اتنی برکت ڈالی کہ اب میری دو دکانیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ رکھتا نہیں ہے۔ کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے۔

پھر تنزانیہ سے ہی بٹوارا ریجن کے ایک نومبائع شَانگْوِے زبیری صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں جماعت میں شامل ہوا تھا پھر میں نے جماعت چھوڑ دی۔ پھر میں مقامی معلم کی کوششوں سے واپس دوبارہ جماعت میں آیا۔ جب میں جماعت کے نظام سے باہر تھا تب میرا گزارہ مشکل سے ہوتا تھا۔ چھوٹا سا کاروبار تھا۔ ہر روز خسارے میں رہتا تھا۔ میرے پاس ایک سائیکل تھی جس پر برتن رکھ کر بیچنے جاتا تھا اور کبھی پورے دن میں کچھ بھی نہیں بِکتا تھا لیکن جب سے جماعت کے نظام میں شامل ہوا ہوں۔ تحریکات میں چندہ دینا شروع کر دیا ہے، تھوڑے ہی عرصے بعد میری معاشی حالت تبدیل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے چندہ دینے سے اتنی برکت ڈالی ہے کہ اب سائیکل کے بجائے مَیں نے موٹر سائیکل لے لی ہے اور اپنے سابقہ حال سے کئی گنا بہتر حال میں ہوں۔

پھر کانگو برازاویل سے مبلغ لکھتے ہیں ایک غریب احمدی دوست آلیپا صاحب مزدوری کرتے ہیں۔ ہر ماہ چندہ باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ جب ہم نے وقف جدید کے چندے کا اعلان کیا تو یہ جو غریب احمدی ہیں کہتے ہیں کہ میرے پاس صرف دو ہزار فرانک سیفا تھا اور کہیں کام بھی نہیں مل رہا تھا۔ میں نے مسجد میں جا کر دو نوافل ادا کئے اور صدر صاحب کو جا کر جو دو ہزار فرانک موجود تھے وہ چندہ دے دیا۔ شام کو کہتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے بیس ہزار فرانک سیفا بھجوا دیا۔ وہ رقم وہ تھی جو ایک عرصہ پہلے میں نے مزدوری کی تھی لیکن اس نے مجھے ادائیگی نہیں کی تھی۔ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ چندے کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اسے مجبور کیا کہ وہ مجھے میری رقم ادا کر دے اور اس طرح دس گنا بڑھا کے اللہ تعالیٰ نے رقم ادا کروا دی۔

پھر بینن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک وہاں کے احمدی کائینڈے (Kainjnide) صاحب ہیں۔ ان کا تعلق گوگورو (Gogoro) جماعت سے ہے۔ انہوں نے حال ہی میں بیعت کی ہے اور ساتھ ہی چندہ جات کی ادائیگی بھی شروع کر دی۔ یہ اپنے اندر غیر معمولی تبدیلی محسوس کرتے ہیں۔ جب ان سے اس بار

وقف جدید کا چندہ لیا گیا تو بڑے شوق سے دیتے ہوئے کہنے لگے کہ جب سے مَیں نے چندہ دینا شروع کیا ہے میرا کاروبار بفضلہٖ تعالیٰ بڑھتا جا رہا ہے اور میرے کاموں میں غیر معمولی برکت پڑ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ احمدیت میں داخل ہونے اور چندہ دینے کی برکت سے ہے۔

پھر سیرالیون کینیما ریجن کے مبلغ ہیں وہ حاجی شیخو صاحب کے بارے میں کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پہلے میں اپنے بچوں کی طرف سے چندہ وقف جدید خود دیا کرتا تھا مگر اس دفعہ مَیں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ وہ اپنا وعدہ خود لکھوائے اور اس کی ادائیگی بھی خود اپنی جیب سے کرے۔ جب سیکرٹری صاحب وقف جدید، وقف جدید کا وعدہ لینے کی غرض سے گئے تو ڈاکٹر حاجی شیخو صاحب نے بیٹی سے کہا کہ وعدہ لکھواؤ تو بیٹی نے کہا کہ وہ دس ہزار لیون دے گی۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ شاید تین چار ہزار لکھوائے گی۔ جب بیٹی نے دس ہزار کہا تو اس کی والدہ نے کہا کہ اتنے پیسے کہاں سے ادا کرو گی۔ ڈاکٹر صاحب نے اہلیہ کو منع کیا کہ چُپ رہو اپنی مرضی سے لکھوایا ہے لکھنے دو۔ چند دن گزرے تھے کہ ڈاکٹر صاحب کے کچھ عزیز ان سے ملنے آئے اور جاتے وقت انہوں نے بیٹی کو پندرہ ہزار لیون دیئے۔ بیٹی نے اسی وقت ڈاکٹر صاحب کو دس ہزار لیون دیئے اور کہا کہ یہ میرا چندہ ہے جو میں نے وعدہ کیا تھا۔

تو ان دور دراز علاقوں میں رہنے والے احمدیوں کو بھی اور احمدیوں کے بچوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے بے انتہا اخلاص دیا ہوا ہے اور وہ چندوں کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ کون ہے جو ان کے دلوں میں تحریک پیدا کرتا ہے؟ یقیناً خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی دنیا کے اندھوں کو نظر نہیں آتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ نئے آنے والے اخلاص و وفا میں بڑی تیزی سے ترقی کر رہے ہیں۔ نیکیوں میں آگے بڑھنے کی جو روح ہے اس طرف پرانے احمدیوں کو، پرانے خاندانوں کو بھی توجہ دینی چاہئے اور بڑی فکر سے توجہ دینی چاہئے۔

پھر ہمارے کنشاسا کے مبلغ لکھتے ہیں کہ وہاں کے احمدی ابراہیم صاحب ہیں۔ بھیڑ بکریوں کی خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں۔ احمدیت قبول کرنے سے پہلے ان کے کاروبار کی حالت کافی خراب تھی اور کوئی منافع نہیں ہوتا تھا۔ قبول احمدیت کے بعد انہوں نے اپنی حیثیت کے مطابق چندہ ادا کرنا شروع کیا۔ چندے کی برکت سے ان کے کاروبار کی حالت بہتر ہو گئی۔ موصوف اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ سب اس مالی قربانی کا نتیجہ ہے جو انہوں نے جماعت میں داخل ہونے کے بعد کی ہے۔

کانگو کنشاسا کے ہی مبلغ لکھتے ہیں کہ صوبہ باکونگو سے مبانزا اُنگُنگُو (Mbanza Ngungu) جماعت کے رہائشی مصطفیٰ صاحب ہیں۔ اس سال رمضان میں انہوں نے بیعت کی۔ اس دوران ان کی بہن جو کہ عیسائی تھی بہت بیمار رہنے لگی اور ایک بڑی رقم ان کے علاج کے لئے صَرف ہونے لگی۔ چنانچہ اسی ماہ جب انہوں نے مسجد میں مالی قربانی کی تحریک سنی تو چندہ ادا کیا اور اپنی بہن کی طرف سے بھی صحت کی دعا کرتے ہوئے چندہ ادا کر دیا۔ چنانچہ اس کے بعد ان کی بہن صحت یاب ہو گئیں۔ خود کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ مالی قربانی کی برکت ہے جو خدا کی راہ میں کی۔

پھر مالی کے امیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہاں کے ایک احمدی محمد جارا صاحب جماعتی چندہ دینے سے پہلے بہت غریب تھے مگر جب سے انہوں نے جماعتی چندہ ادا کرنا شروع کیا ہے ان کی غربت دُور ہونا شروع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی میں اب بعض احباب بہت نمایاں مالی قربانی کرنے لگے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے ایک نوجوان داؤ سالف (Dao Salif) صاحب جو غریب مستری ہیں انہوں نے شروع میں ایک ہزار فرانک سیفا ہفتہ وار چندہ دینا شروع کیا اور ان کے کام میں اور اخلاص میں اتنی برکت ہوئی کہ کچھ دن پہلے انہوں نے ایک لاکھ ترپّن ہزار فرانک چندہ دیا جو کہ دو سو دو پاؤنڈ کے برابر بنتا ہے۔

نومبائعین میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے چندے کا رجحان اب ترقی کر رہا ہے اور بڑے اخلاص سے وہ چندہ دیتے ہیں۔

اسی طرح جماعت کے ایک اور مخلص فوفانہ صاحب ہیں۔ ہر ماہ ایک لاکھ پچاس ہزار فرانک، تقریباً دو سو پاؤنڈ ادا کرتے ہیں۔ یہ ان غریب ممالک میں بڑی بڑی رقمیں ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے دو لاکھ پچاس ہزار فرانک تقریباً تین سو تیس پاؤنڈ زکوۃ کی بھی ادائیگی کی۔ اور اللہ کے فضل سے ایمان اور ایقان میں ترقی کر رہے ہیں۔

ہندوستان کے کشمیر کے انسپکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ گزشتہ دنوں صوبہ کشمیر میں جو سیلاب آیا تھا اس سے شہر سرینگر کے تقریباً تمام احمدی گھر متاثر ہوئے تھے۔ ستمبر میں سیلاب آیا۔ پانی اس قدر تھا کہ دو منزلہ مکان تک پانی میں ڈوب گئے تھے۔ کہتے ہیں جب میں دورے پر جماعت سرینگر پہنچا تو پریشان تھا کہ اب سرینگر جماعت کے چندوں کی سو فیصد وصولی نہیں ہو سکے گی کیونکہ لوگ اپنے مکانوں کی چھتوں پر رہنے پر مجبور ہیں۔ ان کے پورے گھروں میں کیچڑ وغیرہ بھر گیا تھا۔ اور سارے مکان بُری حالت میں تھے۔ انسپکٹر صاحب کہتے ہیں جب کسی بھی گھر جاتا تو یہ کہنے کی ہمت نہیں پاتا تھا کہ چندوں کی وصولی کے لئے آیا ہوں۔ لیکن کہتے ہیں لوگ خود ہی مجھے دیکھ کر چندے کے بارے میں پوچھتے اور مَیں حیران رہ گیا کہ لوگ بڑی خوشی سے اپنے بقایا چندے ادا کر رہے ہیں اور ان کے چہروں پر اتنی تکلیف کے باوجود کوئی شکن تک نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سرینگر کا بجٹ مکمل ہو گیا۔ یہ نظارہ دیکھ کر آنکھیں بھر آتی ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی یاد آتی تھی جن کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا مگر قربانیوں میں سبقت لے جایا کرتے تھے۔ حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت کو دیکھ کر ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

بینن سے ہمارے معلم لکھتے ہیں۔ ایک نومبائع باقاعدگی سے اس نیت کے ساتھ چندہ ادا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی فیملی کو احمدی بنا دے۔ وہ احمدی ہو گئے۔ فیملی احمدی نہیں تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میرے چندے دینے کی برکت سے میری ساری فیملی احمدی ہو گئی ہے۔ اس خواب سے مجھے انہیں تبلیغ کرنے کی تحریک پیدا ہوئی۔ پہلے تبلیغ نہیں کرتے تھے۔ لیکن خواب کی وجہ سے پھر انہیں تبلیغ بھی کرنی شروع کر دی۔ کہتے ہیں چنانچہ مَیں نے انہیں تبلیغ کی اور اس مقصد کے لئے بھی خاص طور پر چندہ دینا شروع کر دیا اور آج میں یہ بتانے میں فخر محسوس کر رہا ہوں کہ میری ساری فیملی احمدی ہو چکی ہے۔ یہ محض دین کی راہ میں مالی قربانی کی برکت سے ہوا۔

بینن سے گُوگُورُو (Gogoro) گاؤں کی ایک خاتون شابی لیماتا (Chabi Limita) صاحبہ ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ گزشتہ سال میری یہ حالت تھی کہ میں جو کام یا کاروبار شروع کرتی، خسارہ اٹھاتی اور کوئی بھی کام سرے نہ چڑھتا۔ ایک دن معلم صاحب نے مجھے دیانتداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے اور باقاعدگی اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی تو میں نے سوچا کہ چلو یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں کہ صحیح طرح ایمانداری سے جو آمد ہے اس پہ چندہ دوں تو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ کہتی ہیں جب سے میں نے باقاعدہ چندہ دینا شروع کیا ہے میرا کاروبار چلنے لگا ہے۔ گھر میں مالی فراخی ہے۔ میرے سارے کام درست ہونے لگے ہیں۔ خدا کا وعدہ سچا ہے کہ وہ خرچ کرنے والوں کو بہت دیتا ہے۔

پھر انڈیا سے ہی قمر الدین صاحب انسپکٹر کہتے ہیں کیرالہ کے صوبہ میں مالی سال کے شروع میں وقف جدید کا بجٹ بنانے کے سلسلے میں ایک جماعت میں پہنچا جہاں ایک چھبیس سالہ نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ موصوف نے کہا کہ میں نے انٹیریئر (interior) ڈیزائننگ میں پڑھائی مکمل کی ہے اور اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار شروع کرنے لگا ہوں۔ چندہ وقف جدید کی اہمیت کے بارے میں ان کو بتایا تو اسی وقت موصوف نوجوان نے دو لاکھ روپیہ اپنا بجٹ لکھوایا اور کہا کہ اب کام شروع کیا ہے۔ خدا جانے وعدہ کہاں سے پورا ہو گا۔ پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بھی خط لکھا۔ انسپکٹر صاحب نے ان کو تحریک کی کہ دعا کے لئے مجھے لکھیں اور وہ خود بھی لکھیں گے۔ انسپکٹر صاحب کہتے ہیں چنانچہ جب دوبارہ وصولی کے سلسلے میں وہاں گیا تو انہوں نے خوشی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً کئی بنکوں سے مجھے انٹیریئر (interior) ڈیزائننگ کا کام ملا اور جس سے آمدنی میں بہت برکت ملی ہے اور اسی وقت انہوں نے اپنا وعدہ جو دو لاکھ روپیہ تھا مکمل طور پر ادا کر دیا۔

پھر انڈیا سے ہی نائب ناظم مال وقف جدید لکھتے ہیں کہ صوبہ اتر پردیش کے مالی دورے کے دوران محمد فرید انور صاحب سیکرٹری مال کانپور سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنا وعدہ وقف جدید کی مکمل ادائیگی کر دی اور ساتھ ہی شام اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ شام کو گھر پہنچا تو موصوف نے بتایا کہ ان کی آٹھ سالہ بیٹی دو دن سے خاکسار کا انتظار کر رہی تھی۔ بچی کا نام سجیلہ ہے۔ چنانچہ سجیلہ خاموشی سے اندر کمرے میں گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد جب باہر آئی تو ہاتھ میں اس کے غلّہ تھا اور خاکسار کو دیتے ہوئے کہا کہ میں نے پورے سال میں اس میں چندے دینے کے لئے رقم جمع کی ہے۔ آپ اس سے ساری رقم نکال لیں اور رسید دے دیں۔ اس میں سات سو پینتیس (735) روپے تھے۔ کہتے ہیں مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی کہ ایک آٹھ سال کی بچی ہے اور اللہ کے فضل سے وقف نو کی تحریک میں بھی شامل ہے۔ اپنا وعدہ وقف جدید خود لکھوا کر اس کی ادائیگی اپنے وعدے سے زیادہ کرتی ہے۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ روح جو بچوں میں پیدا ہو رہی ہے یہ کون کر سکتا ہے؟ صرف اور صرف

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خدا تعالیٰ ہے جو بچوں کے دل میں ڈالتا ہے۔لیکن والدین کا بھی کام ہے کہ گھر کے ماحول کو دینی رکھیں اور باقی نیکیوں کے ساتھ، عبادتوں کے ساتھ چندوں کی اہمیت کے بارے میں بھی وقتاً فوقتاً بچوں کے دلوں میں ڈالتے رہیں۔ایسے بھی واقعات ہیں کہ بچے جب چندہ لے کر آئے اور انہیں کہا گیا کہ آپ کے والد نے آپ کی طرف سے چندہ دے دیا ہے تو کہنے لگے کہ جو والد صاحب نے دیا ہے اس کا ثواب تو والد صاحب کو ہوگا ہم تو اپنے جیب خرچ میں سے خود ادا کریں گے۔

فرانس کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ ایک دوست کو جب چندہ وقف جدید کے بارے میں بتایا گیا تو کہتے ہیں کہ میرے پاس اس وقت جو بھی رقم تھی وہ ساری چندے میں دے دی۔گھر والوں نے کہا کچھ تو رکھ لو۔گھر کا خرچ کیسے چلے گا؟ کہتے ہیں میں نے کہا کہ وقف جدید کے چندہ کا میں نے وعدہ کیا ہوا ہے یہ تو میں نے دینا ہی دینا ہے۔گھر کا اللہ تعالیٰ خود انتظام کرے گا۔وہ بیان کرتے ہیں کہ اگلے ماہ حکومت کے صحت کے ادارے کی طرف سے انہیں خط موصول ہوا کہ آپ کی میڈیکل کی رپورٹ دیکھتے ہوئے ہم نے آپ کو دو سال کا خرچ دینے کا فیصلہ کیا ہے اور اس سلسلے میں تین ماہ کی ادائیگی بھی ساتھ ہی ارسال کر دی۔جب اس رقم کو دیکھا تو یہ اس رقم سے سو گنا زیادہ تھی جو انہوں نے وقف جدید میں دی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے مالی قربانی کا پھل ایک ماہ کے اندر عطا کر دیا۔

لجنہ یو کے (UK) کی جو سیکرٹری تحریک جدید ہیں وہ بھی کہتی ہیں کہ یہاں کی ایک حلقے کی سیکرٹری وقف جدید نے انہیں کہا کہ ایک خاتون مالی لحاظ سے بہت کمزور ہیں۔چندہ نہیں ادا کر سکتی تھیں تاہم پھر بھی جتنا کم از کم ممکن ہو سکتا تھا انہوں نے وعدہ لکھوا دیا۔تو وہ خاتون کہتی ہیں کہ وعدہ لکھوانے کے بعد انہوں نے دعا کرنی شروع کر دی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس وعدے کو پورا کرنے کی توفیق دے۔یہ خاتون سلائی کرنا جانتی تھیں۔چنانچہ چند ہی دنوں بعد انہیں سلائی کے آرڈر ملنے شروع ہوئے اور اس کے بعد نہ صرف وہ اپنا وعدہ ادا کرنے کے قابل ہو گئیں بلکہ اس سے کافی زیادہ آمد ہو گئی۔لہٰذا انہوں نے اپنا وعدہ بھی بڑھا دیا۔یہاں یہ بھی بتا دوں کہ تحریک جدید میں بھی اور وقف جدید میں بھی یو۔کے کی لجنہ نے ماشاء اللہ بہت محنت اور ہمت سے صرف ٹارگٹ نہیں پورے کئے بلکہ ٹارگٹ سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رقم ادا کی ہے۔

امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ بینن کے نارتھ اور سینٹر میں بڑی تعداد میں فولانی قبیلہ آباد ہے۔گزشتہ سالوں میں اس قبیلے میں بھی بیعتیں ہوئیں تھیں۔اس قبیلے کے تین گاؤں اس علاقے کے مولویوں کی مخالفت اور شدید دباؤ کی وجہ سے بیعت کے کچھ عرصے بعد پیچھے ہٹ گئے تھے۔بورکینا فاسو سے فولانی قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک معلم کو بینن بھیجا گیا تا کہ وہ اس علاقے میں رابطہ کر کے ان لوگوں کی غلط فہمیاں دور کریں۔چنانچہ انہوں نے ایک ماہ اس علاقے میں کام کیا اور یہ تینوں گاؤں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ جماعت میں داخل ہوئے اور ان کے ایمان میں بڑی ترقی ہوئی۔یہ تینوں گاؤں ٹرانسپورٹ کے لئے بسوں پہ ایک بڑی رقم خرچ کر کے خود بینن کے جلسے میں شامل ہوئے اور جلسہ کے بعد واپس اپنے گاؤں پہنچے تو کچھ ہی دنوں بعد جماعت کے معلّم ان کے گاؤں گئے اور میری طرف سے ان کو یہ بتایا کہ میں نے کہا ہے کہ نومبائعین کو مالی قربانی میں شامل کریں، چاہے تھوڑا ہی دیں۔اب یہ دسمبر کا مہینہ ہے اور چندہ وقف جدید کی ادائیگی کا آخری مہینہ ہے تو کہتے ہیں کہ اس کے باوجود کہ انہوں نے جلسے کے لئے ٹرانسپورٹ کی بڑی رقم خرچ کی تھی اور مالی تنگی بھی تھی لیکن ایمان میں اس قدر جوش تھا کہ یہ بات سن کر فوراً انہوں نے، تینوں گاؤں کے تمام افراد نے وقف جدید کے چندے میں بھی شمولیت اختیار کی۔اس طرح اس قبیلے میں اس دوران کم و بیش ایک ہزار نئی بیعتیں بھی حاصل ہوئیں۔

تو یہ مالی قربانیوں کے چند واقعات ہیں کہ کس طرح تڑپ سے یہ لوگ چندوں کی ادائیگی کرتے ہیں۔بہت سے واقعات میں ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ بڑھا کر لوٹاتا بھی ہے۔پس خدا تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے۔ان واقعات کو دیکھ کر جہاں خدا تعالیٰ کے کلام کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور خود ہمیں بھی تجربہ ہوتا ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ساتھ چاہے وہ دنیا کے کسی بھی ملک میں ہو اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے بھی نظر آتے ہیں۔

مَیں پہلے بھی گزشتہ سالوں میں بتا چکا ہوں کہ وقف جدید کی تحریک بیرون از پاکستان ممالک میں خاص طور پر افریقہ و بھارت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے شروع کی تھی۔پہلے پاکستان سے باہر خاص طور پر یورپ کے ممالک میں یا امیر ممالک جو ہیں ان میں اتنا زور نہیں دیا جاتا تھا تو ان ملکوں کی یہ رقم اب افریقہ میں خرچ ہوتی ہے۔

اس وقت تھوڑا سا آپ کو جائزہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ کے اٹھارہ ممالک میں 95 مساجد زیر تعمیر ہیں اور بعض بڑی بڑی مساجد بھی بن رہی ہیں کیونکہ وہاں تعداد بھی بڑھ رہی ہے اور تبلیغ کے نئے میدان بھی کھل رہے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس طرف خاص توجہ دلائی ہے کہ جہاں اسلام کا تعارف کروانا ہو، تبلیغ کرنی ہو تو مسجد بنا دو۔(ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 119۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) افریقہ کے علاوہ بھی دنیا میں یہ کام ہو رہے ہیں۔اس وقت افریقہ سمیت قریباً پچیس ممالک ہیں، سات ممالک دوسرے بھی ہیں، جہاں اس سال میں 204 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔اسی طرح 184 مشن ہاؤسز تعمیر ہوئے ہیں۔یورپ اور مغربی ممالک کے چندہ وقف جدید کا تقریباً اسّی فیصد افریقن ممالک میں خرچ ہوتا ہے۔باوجود اس کے کہ افریقن احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی مالی قربانی دیتے ہیں لیکن ان کی ضروریات اور وہاں بیعتوں کی تعداد بڑھنے کے باوجود نومبائعین چونکہ غریب ہیں اس لئے پوری طرح اپنے اخراجات پورے نہیں کر سکتے۔ان کو بہرحال مدد کی ضرورت ہے۔جیسا کہ واقعات میں بھی بیان ہوا ہے کہ کس طرح وہ قربانیاں کر رہے ہیں لیکن یہاں ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں کہ مخالفین نئے بیعت کرنے والوں کو مختلف دباؤ ڈال کر دُور ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔کمزور لوگ بھی ہوتے ہیں جو پھر پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔مَیں نے دو واقعات ایسے بھی بتائے ہیں لیکن بہت سے ایمان میں مضبوطی والے ایسے بھی ہیں جو کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے۔

بہرحال ان کو اس طرف توجہ دلانے کے لئے جماعتوں کو میں نے یہی کہا تھا کہ بیعتیں کروانے کے بعد مسلسل رابطے رکھیں اور ہمیشہ رابطوں کو مضبوط کرتے چلے جائیں۔وہاں بار بار جائیں تا کہ تربیتی پہلو بھی سامنے آتے رہیں اور تربیت ہوتی رہے۔اب افریقن ممالک میں بہت سارے ایسے علاقے ہیں جو بہت دُور دراز علاقے ہیں جہاں جنگلوں میں سے گزر کے جانا پڑتا ہے، وہاں رابطے بھی مضبوط نہیں رہتے یا بڑی دقّت کے ساتھ وہاں رابطے ہوتے ہیں۔اس کی وجہ سے بڑا لمبا عرصہ ان جماعتوں سے یا نئے احمدیوں سے تعلق نہیں رہتا۔پھر مبلغین اور معلمین کی بھی کمی ہے کہ وہ بھی بار بار جائیں تو رابطے ہو سکیں۔تکلیف اٹھا کے ہی چلے جائیں لیکن اس کمی کی وجہ سے وہاں جا بھی نہیں سکتے۔اس لئے بہت سی بیعتیں ہیں جیسا کہ میں نے کہا ضائع بھی ہو جاتی ہیں۔تو جماعتوں کو، خاص طور پر ان ملکوں کی جماعتوں کو اس بات کا انتظام کرنا چاہئے کہ کم از کم شروع میں ایک سال خاص طور پر بہت توجہ دیں۔اس لئے میں نے خلافت کے پہلے سال میں ہی جماعتوں کو کہا تھا کہ بے شمار بیعتیں ضائع ہو رہی ہیں۔جو پرانی ہوئی بیعتیں ہیں ان کا کم از کم ستّر فیصد رابطے کر کے واپس لائیں۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے نتیجے میں جماعتوں نے خاص طور پر افریقہ میں کوششیں بھی کیں اور پھر جب رابطے ہوئے تو ان لوگوں نے شکوے کئے کہ تم بیعت کروا کر ہمیں چھوڑ کے چلے گئے تھے۔دل سے احمدی ہیں۔بہت سارے ایسے تھے جو دل سے احمدی تھے لیکن آگے احمدیت کی تعلیم کا نہیں پتا تھا۔تربیت کی کمی تھی۔بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں کی تعداد میں نئے رابطے ہوئے اور وہ لوگ واپس آئے اور اب تربیت کے لئے فعّال نظام شروع ہے۔اس میں مزید مضبوطی کی ضرورت ہے۔رابطوں کی بحالی میں سب سے زیادہ کوشش گھانا نے کی ہے۔پھر نائیجیریا کا دوسرا نمبر آتا ہے۔اور اس طرح باقی افریقن ممالک ہیں۔تنزانیہ میں بہت زیادہ کمی ہے ان کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے رابطے زیادہ فعّال کریں کیونکہ وہاں بھی کہا جاتا ہے کہ ایک زمانے میں بڑی بیعتیں ہوئی تھیں۔ان ساروں کو تلاش کریں۔یورپ میں بیس سال پہلے یا اس سے زیادہ عرصہ پہلے جب بوسنیا کے حالات خراب ہوئے ہیں تو جرمنی میں بہت بوسنین لوگ آئے تھے۔کہا جاتا ہے کہ تقریباً ایک لاکھ کی تعداد میں بوسنین تھے جنہوں نے بیعت کی تھی۔لیکن جب وہ اپنے ملکوں میں واپس گئے۔رابطے ختم ہوئے تو ان کا پتا نہیں لگا کہ وہ کہاں ہیں۔اس لحاظ سے تو ان ملکوں میں بھی رابطوں کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔اسی طرح ہندوستان میں رابطے ہیں۔مغربی بنگال میں کہتے ہیں بیعتیں ہوئی تھیں تو وہاں احمدی تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر نومبائعین کو چندوں کے نظام میں لایا جائے تو پھر ہی مضبوط رابطہ بھی رہتا ہے اور ایمان میں

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

مضبوطی کے ساتھ نظام جماعت سے بھی تعلق قائم ہوتا ہے۔ اسی لئے مَیں نے یہ کہا تھا کہ تحریک جدید اور وقف جدید میں نئے آنے والوں کو بھی شامل کریں۔ پرانوں کو بھی ان کا احساس دلائیں۔ بعض جماعتیں تو اس سلسلے میں بہت فعّال ہیں اور کام کر رہی ہیں لیکن بہت جگہ سُستی بھی ہے۔ مَیں نے تو یہ کہا تھا کہ چاہے کوئی سال میں قربانی کا دس پینس (pence) دیتا ہے تو وہ بھی اس سے لے لیں۔ کم از کم اس کا ایک تعلق تو قائم ہوگا۔ ہر ایک کو پتا ہونا چاہئے کہ ہم نے مالی قربانی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی کرنے والوں کی تعداد میں ہر سال اضافہ تو ہوتا ہے لیکن جتنا ہونا چاہئے اتنا نہیں ہے۔ مثلاً اس سال وقف جدید میں پچاسی ہزار کا اضافہ ہوا ہے اور الحمد للہ یہ جماعت کی ترقی کا معیار ہے کہ مالی قربانیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے لیکن اگر کوشش کرتے اور اس سال کے بیعت کرنے والوں میں سے بیس فیصد بڑوں کو بھی شامل کرنے کی کوشش کرتے تو بیعتوں کے لحاظ سے ہی ایک لاکھ دس ہزار سے اوپر اضافہ ہونا چاہئے تھا۔ پس ترقی بیشک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہی ہے لیکن اس میں مزید گنجائش ہے۔ آئندہ سال نئے سرے سے جماعتوں کو افراد کو شامل کرنے کا ٹارگٹ وکالت مال کے ذریعہ سے ملے گا اس طرف بھرپور توجہ دیں۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخراجات کی فکر نہیں کہ وہ کس طرح پورے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ انشاء اللہ پورے کرے گا۔ یہ اس کا وعدہ ہے۔ ہمیں اپنے اندر قربانیوں کی روح پیدا کرنے والے زیادہ سے زیادہ چاہئیں اور اس کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے عہدیداران دعا بھی کریں اور کوشش بھی کریں اور دوسرے عام احمدی بھی رابطوں کی مہم جاری رکھیں۔ جو نیک فطرت ہیں اور جن کو خدا تعالیٰ بچانا چاہتا ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ واپس آئیں گے اور کمزور اگر دُور ہٹ گئے ہیں تو ہمیں ان سے ہمدردی ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کو حاصل کر کے پھر گنوا بیٹھے لیکن اپنی تعداد کی کمی کی ہمیں کوئی فکر نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تعداد سے زیادہ اخلاص و وفا اور ایمان میں بڑھے ہوئے مخلصین کے بارے میں زور دیا کہ وہ جماعت میں پیدا ہونے چاہئیں۔

پس نومبائعین اور پرانے احمدیوں کے بھی ایسے واقعات ہوتے ہیں جو مالی قربانیوں میں اضافے کے معیار بڑھنے کی وجہ سے ان کے اخلاص کا پتا دیتے ہیں۔ اس سے ان کے اخلاص کے معیاروں کا پتا لگتا ہے۔ لیکن جماعتی نظام کو بھی ضائع ہونے والوں کا پتا لگانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ ہندوستان میں بھی جیسا کہ مَیں نے کہا بنگال کے علاقے میں بیعتیں ہوئی تھیں۔ جائزہ لینے کے لئے پروگرام بنانے چاہئیں تا کہ رابطوں کے ٹوٹنے یا پیچھے ہٹنے والوں کی وجوہات کا پتا چلے اور آئندہ کے لئے ان کمیوں کو سامنے رکھتے ہوئے پھر تبلیغ اور تربیت کی جامع منصوبہ بندی ہو۔ اسی طرح باقی دنیا میں بھی اس نہج پر کام کرنا چاہئے کہ جو جماعت میں شامل ہوتا ہے اس سے ہم کس طرح مسلسل رابطہ رکھیں چاہے وہ کتنا ہی دور دراز علاقے میں رہتا ہو۔ رابطہ انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام کو کرنے کی جماعتوں کو توفیق عطا فرمائے۔

اب مَیں جیسا کہ طریق ہے جنوری کے پہلے یا دوسرے جمعہ میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتا ہے، اس کا اعلان کرتا ہوں اور گزشتہ سال کے کچھ کوائف بھی سامنے رکھتا ہوں۔ وقف جدید کا ستاونواں (57) سال اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے 31/دسمبر کو ختم ہوا اور اٹھاونواں (58) سال یکم جنوری سے شروع ہو گیا۔ جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید میں باسٹھ لاکھ نو ہزار پاؤنڈ کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی جو گزشتہ سال سے سات لاکھ اکتیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ الحمد للہ۔

پاکستان سرفہرست ہی ہے۔ گزشتہ سال برطانیہ اوپر آیا تھا۔ اس کے بعد برطانیہ۔ پھر امریکہ۔ پھر جرمنی۔ پھر کینیڈا۔ پھر ہندوستان۔ پھر آسٹریلیا۔ آسٹریلیا میں بھی ماشاء اللہ تعداد بڑھانے کے لحاظ سے بھی اور وصولی کے لحاظ سے بھی بہت کام ہوا ہے۔ آسٹریلیا کے بعد انڈونیشیا ہے۔ پھر دبئی، بیلجیئم اور پھر ایک عرب ملک ہے۔

کرنسی کے حساب سے جو اضافہ کیا ہے، وہ جیسا کہ مَیں نے کہا آسٹریلیا نے نمایاں اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے ایک سو تیئس فیصد اضافہ کیا ہے۔ کینیڈا نے اکیس فیصد۔ اس کے بعد انڈیا کا سولہ فیصد یا تقریباً سترہ فیصد۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ نمبر ایک پر ہے۔ ستّر پاؤنڈ فی کس انہوں نے ادائیگی کی ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی انسٹھ پاؤنڈ ہے۔ آسٹریلیا چھپن۔ یوکے (UK) کی اکاون پاؤنڈ۔ پھر بیلجیئم۔ پھر فرانس۔ پھر کینیڈا۔ پھر جرمنی۔ ان بڑی جماعتوں میں سے جرمنی کی سب سے آخر میں ہے۔

شاملین کی تعداد: وقف جدید کے شاملین کی تعداد گیارہ لاکھ انتیس ہزار سے تجاوز کر گئی ہے اور تعداد میں اضافے کے اعتبار سے مالی، بینن، نائیجر، بورکینا فاسو، گیمبیا اور کیمرون کی جماعتیں قابل ذکر ہیں۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے افریقہ میں غانا سب سے اوّل ہے۔ پھر نائیجیریا۔ پھر ماریشس ہے۔

بالغان میں پاکستان کی پہلی تین جماعتوں میں اوّل لاہور ہے۔ دوم ربوہ۔ سوم کراچی۔ وہاں بالغان اور اطفال کا علیحدہ علیحدہ (دفتر) ہوتا ہے۔ اور اضلاع کی پوزیشن اس طرح ہے۔ راولپنڈی نمبر ایک پر۔ پھر فیصل آباد۔ سرگودھا، گوجرانوالہ، گجرات، عمرکوٹ، ملتان، حیدر آباد، بہاولپور، پشاور ہیں۔

اطفال کی تین بڑی جماعتیں جو ہیں وہ (اوّل) لاہور، دوم کراچی اور سوم ربوہ۔ اور اطفال کے لحاظ سے اضلاع کی پوزیشن ہے سیالکوٹ، راولپنڈی، فیصل آباد، سرگودھا، گوجرانوالہ، نارووال، گجرات، عمرکوٹ، حیدر آباد، ڈیرہ غازی خان۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی دس بڑی جماعتیں برمنگھم ویسٹ، رینز پارک، مسجد فضل، جلنگھم، ووسٹر پارک، برمنگھم سینٹرل، ومبلڈن پارک، نیومولڈن، ہونسلو نارتھ اور چیم ہیں۔

ریجن جو ہیں ان کی پوزیشن یہ ہے۔ لندن ریجن نمبر ایک ہے۔ پھر مڈلینڈز۔ پھر مڈل سیکس۔ اسلام آباد۔ نارتھ ایسٹ اور ساؤتھ ریجن۔

چھوٹی جماعتیں پانچ یہ ہیں۔ سپن ویلی، لیمنگٹن سپا، براملے اینڈ لیوشم، سکنتھورپ اور ولور ہیمپٹن۔

وصولی کے لحاظ سے امریکہ کی دس جماعتیں ہیں۔ سلیکون ویلی نمبر ایک۔ پھر ڈیٹرائٹ۔ پھر سیئٹل۔ پھر یارک ہیرس برگ۔ پھر لاس اینجلس ایسٹ۔ پھر بوسٹن۔ پھر سنٹرل ورجینیا۔ پھر ڈیلس۔ پھر ہیوسٹن اور فلاڈلفیا۔

جرمنی کی پانچ لوکل امارات یہ ہیں۔ نمبر ایک پر ہیمبرگ۔ پھر فرینکفرٹ۔ پھر گروس گراؤ۔ پھر ڈامسٹڈ۔ پھر ویزبادن۔

اور وصولی کے لحاظ سے جو دس جماعتیں ہیں وہ روڈر مارک، نوئس، نِڈا، فلورز ہائم، کولون، فریڈ برگ، کوبلنز، مہدی آباد، فلڈا، ھنوور ہیں۔

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی بڑی جماعتیں یہ ہیں۔ ایڈمنٹن، ڈرھم، ملٹن جارج ٹاؤن، سسکاٹون ساؤتھ، سسکاٹون نارتھ۔

وصولی کے لحاظ سے بھارت کے جو صوبہ جات ہیں اس میں پہلی دس جماعتیں یہ ہیں۔ کیرالہ نمبر ایک پر ہے، جموں و کشمیر، تامل ناڈو، آندھرا پردیش، ویسٹ بنگال، اڑیسہ، کرناٹکا، قادیان پنجاب، اتر پردیش، مہاراشٹرا، بِہار، لکشدیپ اور راجھستان۔

وصولی کے لحاظ سے بھارت کی جماعتیں کیرولائی، کالی کٹ، حیدر آباد، کلکتہ، قادیان، کانُورٹاؤن، سُولُور، پینگاڈی، چنائی، بنگلور ہیں۔ آخر میں تین جماعتیں ہیں کرونہ گاپلی، پاتھاپریام اور کیرانگ۔

آسٹریلیا کی دس جماعتیں یہ ہیں۔ نمبر ایک پر بلیک ٹاؤن، ملبرن، ماؤنٹ ڈرائٹ، ایڈیلیڈ، مارسیڈن پارک، برسبن، کیمبرا، پرتھ، تسمانیہ، ڈارون۔

اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔

آخر میں اس دعا کی طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ پاکستان کے احمدیوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ ربوہ میں بھی چندروز سے مخالفین اور معاندین کی طرف سے حالات خراب کرنے کی کافی کوشش کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہر احمدی کو بچائے اور ان کے شر انہی پر الٹائے اور ربوہ میں امن وامان کی صورتحال قائم رہے۔ انتظامیہ اور حکومت کو بھی اللہ تعالیٰ عقل دے کہ وہ صحیح طرح اس معاملے کو سنبھال سکیں۔

اسی طرح مسلمان دنیا اور یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے بھی دعا کریں۔ فرانس میں جو ایک ظالمانہ واقعہ ہوا ہے اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قانون ہاتھ میں لے کر کسی کو اس طرح مارنا، قتل کرنا جس کا اسلام کی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ ہم ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم سے اس کا واسطہ نہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ تعلیم سے واسطہ نہیں۔ لیکن پھر بھی نام نہاد مسلمان اور یہ مسلمان تنظیمیں اپنی حرکتوں سے اور ان ظلموں سے باز نہیں آتے۔ اس کے نتیجہ میں یہاں مسلمانوں کو بھی جو یورپین ملکوں میں رہتے ہیں یا مغرب میں رہتے ہیں ان ملکوں کے مقامی لوگوں کے غلط ردّعمل کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں کہ اس ردّعمل میں یہ اخبار جس کے خلاف کارروائی ہوئی ہے، جس کے ایڈیٹر کو اور لوگوں کو ظلم کر کے مارا ہے یہ اخبار بھی اور یہاں کے لوگ بھی اور یہاں کا پریس بھی غلط ردّعمل دکھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر غلط حملے کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہاں کی حکومتوں کو بھی توفیق دے کہ اس غلط ردّعمل کو روکنے کی کوشش کریں۔ جو مجرم ہیں انہیں پکڑیں اور قانون کے مطابق سزا دیں۔ لیکن اگر غلط ردّعمل ہوئے تو مسلمان جن کو سمجھانے والا کوئی نہیں وہ بھی پھر ردّعمل دکھلائیں گے اور یوں فتنہ وفساد کا سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا۔ اس کے زیادہ ہونے کا خطرہ ہے۔

آج جماعت احمدیہ کے افراد کا ہی یہ کام ہے کہ دونوں طرفوں کو ظلموں سے بچانے کے لئے دعا کریں۔ اسی طرح درود شریف ان دنوں میں کثرت سے پڑھنے کی طرف توجہ دیں اور جو اپنے دائرے میں امن کی فضا پیدا کرنے کے لئے عملی کوشش کر سکتے ہیں ان کو کوشش بھی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو فساد کی صورت سے نجات دے اور فساد کی یہ جو صورت ہے وہ جلد امن میں بدل جائے۔

بقیہ رپورٹ: جلسہ سالانہ بینن 2014ء

........................از صفحہ نمبر 20

سے انسانی خدمت کا چشم دید گواہ ہے اور ہماری منسٹر صاحبہ ان کے پروگراموں میں ساتھ دینے کو اہمیت دیتی ہیں۔

⁂......دوسرے آئمہ اور مسٹر احمد کریم صاحب نمائندہ تجانیہ پورتونووجلسہ سالانہ کی سب رونقیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لوگوں کا ایمان وجذبہ دیکھ کر بے اختیار کہنے لگے۔ ’’میں نے احمدیوں کے بارہ میں کبھی ایسا سنا بھی نہ تھا جو آج دیکھنے کو ملا۔ وہی خدا ہے اور اسی خدا اور رسول کو یہ مانتے ہیں جو ہمارا ہے۔ ہم بھی تو سبھی کچھ مانتے ہیں۔ میرے نزدیک کسی کو بھی ان کے بارہ میں جھوٹ کہنے کا حق نہیں پہنچتا۔ ان کے خلاف بولنے سے پہلے ان کی طرح ملک بھر میں اتنی مساجد اور قرآن کریم کی تعلیم کے لئے درسگاہیں تو کھول لیں، پھر بات کریں۔‘‘

امام صاحب کی اس بات پر قارئین کو یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اِس وقت بفضلہٖ تعالیٰ بینن میں جماعت کی 233 مساجد ہیں۔

ان اتھارٹیز کے اظہار خیال کے بعد بینن کے ایک لوکل مشنری مکرم عبدالعزیز ابراہیم صاحب کی تقریر ’’آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین‘‘ کے موضوع پر تھی۔ آپ کی تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق عظیم کے انمول واقعات سے مزیّن تھی۔ اس سیشن میں دوسری تقریر ایک دوسرے لوکل مشنری مکرم آلیو حسین صاحب کی تھی۔ آپ نے مأ مور من اللہ کے بارہ میں پیشگوئیوں کے موضوع پر تقریر کی اور اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے عقائد کو بڑی وضاحت سے بیان کیا۔

ان دو تقاریر کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں اور دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

جلسہ کا تیسرا جبکہ دوسرے دن کا دوسرا سیشن بوقت

4:00 بجے شام زیر صدارت مکرم بکری مصلحو صاحب نائب امیر جماعت بینن ہوا۔

اس سیشن میں تلاوت ونظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ جن میں سے پہلی تقریر مکرم انوار الحق صاحب مبلغ سلسلہ کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ’’برکاتِ خلافت‘‘ تھا۔ جبکہ دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر اسحاق داؤدا صاحب کی ’’سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمدردیٔ خَلق کے آئینہ میں‘‘ کے موضوع پر تھی۔

ہر دو مقررین نے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تقاریر کو خوب مزیّن کیا ہوا تھا۔ سامعین نہایت دلچسپی اور انہماک سے دونوں تقاریر کو سن اور سمجھ رہے تھے۔ بعد ازاں نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں اور رات کا کھانا احباب کی خدمت میں پیش کیا گیا اور پھر مقامی زبانوں میں جلسہ کا Event ہوا۔

جلسہ سالانہ کا یہ حصہ بھی خوب دلچسپ ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک تو اس میں ملک کی تمام بڑی مقامی زبانوں میں جلسہ کی کارروائی کا احباب کو پتہ لگ جاتا ہے اور پھر ہر سال مقامی احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کے حوالہ سے ایک موضوع منتخب کرکے لوکل زبانوں میں تقاریر ہوتی ہیں جس سے ملکی مسائل کا بہترین حل عوام کو پہنچایا جاتا ہے۔

امسال اس جلسہ کا عنوان ’’احمدیوں میں ہی شادی کرنا کیوں ضروری ہے‘‘ کافی توجہ طلب تھا۔ مقررین نے اس پر سیر حاصل گفتگو کی اور پھر جلسہ کے بعد رات دیر تک اس موضوع پر آپس میں سوال وجواب ہوتے رہے۔

جلسہ سالانہ بینن کا تیسرا اور آخری دن

آج دن کا آغاز حسب روایات نماز تہجد، فجر اور درس سے ہوا۔ جس کا عنوان ’’آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اہل خانہ سے حسن معاشرت‘‘ تھا جو مبلغ سلسلہ مکرم ناصر احمد محمود طاہر صاحب نے دیا۔

اختتامی تقریب میں آج اتھارٹیز میں تجانیہ مذہب کے مشہور امام یوسف لیگالی صاحب، بینن میں سنٹرل افریقہ کی کونسلر صاحبہ، ٹوگو کے کونسلر، کنگ آف کیگا، کنگ آف کومے، بینن سپریم کوٹ کے نمائندہ، بینن نیشنل اسمبلی کے ممبر اور مسلم پارلیمنٹیر یز ایسوسی ایشن آف بینن کے صدر جناب مالے ہوسو یعقوبو صاحب اور مصری ڈینٹسٹ مکرم ڈاکٹر احمد صاحب موجود تھے۔

تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد موجود اتھارٹیز نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سب نے جماعت احمدیہ کی امن پسندی کی تعریف کی اور دوسرے مسلمان فرقوں کی حالت اور مذہبی معاملات میں شدت پسندی پر اظہار افسوس کیا۔

⁂......مشہور امام یوسف لیگالی صاحب جب پنڈال میں تشریف لائے تو مختلف تقاریر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں احباب کا جوش وجذبہ دیکھ کر بہت متأثر ہوئے۔ ان کی سوچ جماعت احمدیہ کے بارہ میں یکسر بدل چکی تھی۔ ان کے والد بھی تجانیہ فرقہ کے بہت بڑے امام اور سیاسی آدمی ہیں۔ یہ گھرانہ جماعت کا بڑا مخالف ہے۔ ابھی دو سال قبل وزارت داخلہ نے تمام مسلمانوں کے لیڈرز کو مدعو کیا تو اس گھرانہ نے منسٹری میں جماعت احمدیہ کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرکے لوگوں کی توجہ بدلنا چاہی اور حکومتِ وقت کو جماعت کے خلاف کرنا چاہا۔ بہرکیف آج اس خاندان کا امام جب جلسہ سالانہ پر احمدیوں کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت الٰہی دیکھتا ہے تو نہ صرف بزبان حال معترف ہوجاتا ہے بلکہ خود ڈائس پر آکر نعرے لگوانے لگتا ہے اور اپنا بغض، کینہ اور نفرت بالائے طاق رکھ کر دوستانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ’’حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ بیان کررہے ہیں آپ کا جوش وجذبہ اور محبت و عشق ساری دنیا کو منور کردے گا۔ آپ پورے اطمینان سے اپنا کام جاری رکھیں۔ آپ دوسروں کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی سوچیں ان کے ساتھ اور تمہارا بہترین کردار اور نیکیاں تمہارے ساتھ۔ مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہوئی ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مل کر امّت مسلمہ کی اصلاح کرنی چاہئے۔

عموماً اتھارٹیز جب آتی ہیں تو سیشن کے ختم ہوتے ہی یا اپنی تقریر کے ختم ہونے کے ساتھ ہی اجازت لے کر چلی جاتی ہیں۔ مگر امام یوسف صاحب جلسہ کے اختتام تک تشریف فرما رہے اور جلسہ کا اختتام بھی اپنی نظروں سے دیکھا جس سے ان میں اور بھی نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔ حتی کہ نماز ظہر وعصر بھی ہمارے ساتھ ادا کی اور اب جلسہ کے بعد وقتاً فوقتاً محترم امیر صاحب کو فون کرکے اپنے کاموں میں مشورہ مانگتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ان کا سینہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات اور مقام کو سمجھنے کے لئے کھلے اور متبعین میں شامل ہوں۔

⁂......ان کے بعد کنگ آف کیگا سٹیج پر تشریف لائے اور جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ جو خاص پیغام دیا وہ یہ تھا کہ ’’اس وقت دنیا میں امن کے ایمبیسڈر آپ لوگ ہی ہیں جو اپنے کردار اور امن پسندی کے رویّہ سے دنیا میں امن قائم کررہے ہیں اور کر سکتے ہیں۔‘‘

جناب کنگ آف کیگا بینن کی کنگز ایسوسی ایشن کے نہ صرف جنرل سیکرٹری ہیں بلکہ نیشنل گورنمنٹ پریس کے ڈائریکٹر بھی ہیں۔ آپ کا نہایت برمحل تبصرہ سب کے دلوں کو خوب لگا حتی کہ آپ کے بعد آنے والے کنگ آف کومے نے تو آپ کے تبصرہ ہی کو اپنی تقریر کا موضوع بنائے رکھا۔

⁂......پھر ان کے بعد پریذیڈنٹ سپریم کورٹ کے نمائندہ جناب ہونفو راؤفو صاحب آڈیٹر جنرل سپریم کورٹ نے جو کہ لندن جلسہ پر بھی جاچکے ہیں اور جماعت کے ایک نہایت مخلص دوست ہیں کہا کہ ’’مَیں صرف اسی تبصرہ پر اکتفا کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ساری دنیا میں پھیل جائے تا دنیا کو امن نصیب ہوجائے۔‘‘

⁂......آج کی اتھارٹیز میں ایک نہایت اہم شخصیت ممبر آف نیشنل اسمبلی، پریذیڈنٹ مسلم پارلیمنٹیرین ایسوسی ایشن جناب مالے ہوسو صاحب تھے۔ بینن کے نارتھ میں ان کی ذاتی وجاہت، سیاست اور معاملہ فہمی کی بدولت خوب طوطی بولتا ہے۔ یہ مسلمان بھی کہلاتے ہیں اور مسلمان فرقوں میں اپنی سخاوت، مساجد کی تعمیر اور دوسرے بہبودی کاموں کی وجہ سے بہت مقبول ہیں۔ گزشتہ دو سال سے جماعت کا ان کے ساتھ رابطہ ہے۔ انہوں نے جماعتی کتب کا بھی مطالعہ کیا ہے اور تبلیغی نشستیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ جلسہ میں تشریف لائے اور یوں اظہار خیال کیا کہ ’جو آج میں دیکھ رہا ہوں اس سے تو دوسرے مسلمان بھائیوں کی جماعت احمدیہ کے خلاف زبان درازی جھوٹ اور غلط ثابت ہوتی ہے کہ احمدی عملاً سچے مسلمان نہیں ہیں...... یہ ان کی محض دشنام دہی ہے۔ جبکہ احمدی عملاً مسلمان ہیں۔ ان کا قرآن بھی وہی اور احادیث بھی وہی ...... یہ نہایت عمدہ اور پیاری اسلامک ایسوسی ایشن ہے۔ جیسا کہ قرون اُولیٰ کے مسلمان۔ مَیں ان کے فلاحی کاموں کو سراہتا ہوں جو کہ غریبوں اور ناداروں کے لئے ہیلتھ سینٹرز، سکول، پانی پینے کے لئے نلکے اور میڈیکل کیمپس کے ذریعہ مفت علاج دیتے ہیں اور بغیر گورنمنٹ سے مدد لئے اپنے تمام کام خود Contribution اور چندہ جات کے ذریعہ سر انجام دیتے ہیں۔ مگر نہایت افسوس سے ذکر کرتا ہوں کہ ہمارے مذہبی امور کے وزیر نے ایک وقت میں دوسرے مذاہب کی آڑ میں یہ فیصلہ لیا کہ ایک مسلمان ہوتے ہوئے وہ احمدیوں کے ساتھ موافقت نہیں کرسکتے۔ حالانکہ نام نہاد عالم اسلام نے اپنے ایسے اعمال سے جن کا قرآن اور احادیث سے دُور کا بھی تعلق نہیں اسلام کا چہرہ آلودہ کر رکھا ہے۔ البتہ یہ احمدی ہی ہیں جو ان کوششوں میں ہمہ تن مصروف ہیں کہ کاش دنیا میں امن قائم ہوجائے بالخصوص اسلامی ممالک میں اور ہمارے زون میں۔ مَیں نے ان کے کاموں کو سراہتے ہوئے گزشتہ سال ان کے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ میں شرکت کی بہت کوشش کی تھی اور میں اس آرگنائزیشن کا مدّاح ہوں۔ نیز کہا کہ میں اسلام اور امن کے متعلق ایک کتاب لکھ رہا ہوں جس میں ایک Chapter احمدیت کی تعلیمات کا ہوگا۔ آپ کے امیر صاحب نے مجھے پڑھنے کے لئے یہ کتب دی ہیں جو بڑی پُرحکمت، علمی خزانہ اور اعلیٰ ہیں۔

⁂......آپ کے بعد ایک مصری ڈینٹسٹ دوست ڈاکٹر احمد صاحب تشریف لائے (موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ کی عربی کتب کا مطالعہ بھی کیا ہوا ہے۔ عقائد احمدیت میں محترم امیر صاحب اور دوسرے مبلغین سے وقتاً فوقتاً گفتگو بھی رہتی ہے۔ اب MTA بھی اپنے گھر لگوایا ہے تاکہ احمدیت کی خوب جانچ پرکھ کرلیں۔ اہل عرب ہونے کے لحاظ سے اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین کا جانشین گردانتے ہیں۔ تحقیق کے دوران اللہ تعالیٰ نے انہیں بعض نشانات بھی دکھائے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ان کا دل بھی اسلام احمدیت کے لئے کھول دے۔ آمین ثم آمین) ان کی گفتگو عربی زبان میں تھی جس کا ترجمہ ساتھ ساتھ عوام کو پیش کیا گیا۔ پنڈال کی یہ حالت تھی کہ بعض تو خوب روئے اور آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔ آپ نے یوں گفتگو کی:

’میرے عزیز بھائیو اور اسلام کے حقیقی جانشینو! میرا

سر اور ہر انسان کا سر اس صورت کو دیکھ کر شرم سے جھک جاتا ہے کہ جو اِن ایام میں پاکستان میں ہوا ہے۔ دل خون کے آنسو روتا ہے کہ ایک سکول کے بچوں کو، معصوم ننھی جانوں کو ایک ایک کر کے گولی سے اڑا دیا۔ کیا یہ اسلام ہے؟ کیا میرے حبیب فداہ ابی و امّی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی دین ہے؟ کیا یہ قرآنی تعلیم ہے؟ نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔ اور جب مَیں آپ احمدیوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے ساری دنیا میں یہی مخلوق نظر آتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخلوق ہے۔ امن پسند لوگ۔ مَیں تمہیں سلام کرتا ہوں کہ تم اسلام کی وہ تصویر ہو جس نے قرونِ اولیٰ کا نمونہ قائم کر دیا۔ باقی سارا عالم اسلام ایک شرمناک صورت اختیار کر گیا ہے۔ ایک سو سال سے زیادہ کی تاریخ گواہ ہے کہ تم نے صحابہ کا نمونہ دکھایا اور دکھاتے چلے جا رہے ہو۔ تمہارے لوگ شہید ہوتے ہیں اور تمہاری عورتیں بیوہ کی جاتی ہیں اور بچے یتیم کئے جاتے ہیں صرف اس لئے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہو، ان سے عشق کرتے ہو اور ان کی تعلیم پر قائم رہتے ہوئے جواباً تشدد نہیں کرتے۔ یہ نمونہ تو اب سرزمین بطحا میں بھی نظر نہیں آتا جو تم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر دکھا رہے ہو۔ تم واقعتہً ایک نجات یافتہ قوم ہو۔ اور ایک عاشق رسول مخلوق۔ دعا کرو کہ دنیا کے دل بھی تمہاری طرح ہو جائیں اور میرا دل بھی تم میں آن ملے'۔

آپ کی تقریر کے بعد جلسہ سالانہ کی اختتامی تقریر صدر مجلس مکرم امیر صاحب بینن کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ''۔ مکرم امیر صاحب کا موضوع اور طرز بیان حاضرین کے جوش ایمان کو مزید گرما رہا تھا۔ نعرہائے تکبیر کی گونج اور عوام کا جذبۂ ایمان دیدنی تھا اور ماحول پوری یکسوئی لئے ہوئے عروج پر تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت سیرت کا تذکرہ غیر احمدی اماموں اور اتھارٹیز کو خوب متاثر کر رہا تھا کہ امیر صاحب کی تقریر ختم ہوئی اور اختتامی دعا کے بعد پھر ایک مرتبہ حاضرین کو اپنی ایمانی کیفیت کے اظہار کا موقع ملا اور پندرہ منٹ تک حاضرین نعرے لگاتے، لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کا ورد کرتے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے پُرنم آنکھوں کے ساتھ رخصت ہوئے۔

امسال جلسہ کی تمام کارروائی ملک کی پانچ زبانوں میں ساتھ کے ساتھ ہی سنائی جاتی رہی اور لجنہ اماء اللہ کی مارکی میں دو سکرینیں لگا کر Live جلسہ بھی دکھایا جاتا رہا۔ بفضلہٖ تعالیٰ تین ہزار کے لگ بھگ حاضری رہی۔

جلسہ کی کارروائی کی بینن کے نیشنل ٹیلی ویژن ortb اور نیشنل اخبارات نے کوریج دی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جماعت احمدیہ جو اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل اطاعت میں ساری دنیا میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو راسخ کرنے اور آپ کی شان بلند کرنے کے عزم کو لے کر کوشاں ہے جلد اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہو جائے اور ہر دل عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو، ہر روح غلام مہدی بنے اور ہر جسم مطیع خلافت نظر آئے۔ (آمین ثم آمین)

☆......☆......☆

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

دلچسپ اور ایمان افروز

{ذیل میں حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المعروف سبز پگڑی والے) صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب 'میری یادیں' حصہ دوم سے دو واقعات ہدیۂ قارئین ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نہایت دعا گو، مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تبلیغ کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے آپ ایک کامیاب مبلغ تھے۔ ذیل کے واقعات نہایت دلچسپ بھی ہیں اور ایمان افروز بھی۔

اگر آپ کے ساتھ بھی کوئی ایسے دلچسپ واقعات پیش آئے ہوں یا آپ کے مطالعہ میں ہوں تو ہمیں مع مکمل حوالہ بھجوائیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ انہیں الفضل میں شائع کریں۔ (مدیر)}

....

ہندو لڑکے کی آسیب سے شفایابی

دریائے گنگا کے کنارے ایک گاؤں ہے گنگلئی۔ اس جگہ ہر سال ایک بہت بڑا آٹھ دن کے لئے میلہ لگتا ہے۔ اس میلے میں آریہ اپنی ''منڈلی'' یعنی گروپ لے کر شامل ہوئے تھے۔ اس گروپ میں ایک نہایت خوبصورت جوان لڑکی بھی شامل تھی جس نے نہایت اعلیٰ لباس پہنا ہوا تھا اور اس کی آواز بھی بہت اچھی تھی۔ وہ بقیہ گروپ کے ساتھ مل کر ''بھجن'' گاتی تھی۔ اس طرح لوگوں کی بہت بڑی تعداد ان کے بھجن سنتی تھی۔ وہاں محمد حسین نامی ایک نوجوان تھا وہ میرے پاس آیا۔ اس گاؤں میں اس کے رشتہ دار بھی رہتے تھے۔ وہ کہنے لگا کہ پرسوں یہ میلہ شروع ہونا ہے اور وہاں آریوں کی منڈلی پہلے آ پہنچی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو ورغلانا ہے کہ ہندو ہو جاؤ لہٰذا انہیں روکنے کے لئے آپ وہاں چلیں۔ یہ 1925ء یا 1926ء کا واقعہ ہے۔ وہاں کا نمبردار بجو خان تھا۔ مَیں اگلے دن اسے ساتھ لے کر ایک بیل گاڑی پر سوار ہو کر اس میلہ کی جگہ پر پہنچ گیا۔ اسی جگہ پر آریوں کی منڈلی بھی تھی اور ابھی تک انہوں نے کوئی کارروائی شروع نہیں کی تھی۔ اگلے دن یہ میلہ شروع ہونا تھا۔ وہاں ایک چوپال تھی۔ چوپال اسے کہتے ہیں کہ سارے گاؤں والوں نے مل کر مشترکہ طور پر ایک ڈیرہ بنایا ہوتا ہے۔ وہاں سارے گاؤں والوں نے اپنی ایک ایک چارپائی رکھی ہوتی ہے۔ جو کوئی کسی کے گھر میں مہمان جاتا ہے کھانا وہ کھلا دیتے ہیں اور وہ رات اسی چوپال میں بسر کرتا ہے۔ اسی طرح ہمارے ساتھ ہوا۔ کھانا کسی کے گھر سے آ گیا اور رات ہم نے نمازیں پڑھ کر وہیں بسر کی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ابھی ہمیں سوئے ہوئے ایک گھنٹہ ہی ہوا تھا کہ باہر بہت شور ہوا کہ مر گئے۔ ارے مار ڈالو ارے مار ڈالو۔ مجھے بھی جاگ آ گئی۔ باہر دیکھا تو بڑی پبلک اکٹھی تھی۔ اور ایک لڑکا جسے بازوؤں سے پکڑا ہوا تھا اور لوگ اسے میری طرف لیے آ رہے تھے۔ میں نے اس نوجوان محمد حسین سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگا انہیں مَیں ہی لایا ہوں، انہیں مَیں نے ہی کہا تھا۔ یہ لڑکا بیمار ہے آپ اس کا علاج کریں۔ مَیں نے کہا مَیں کوئی ڈاکٹر یا حکیم نہیں ہوں مجھے کیا پتہ کہ یہ کس بیماری میں مبتلا ہے۔ کہنے لگا یہ ہندو اسے اپنے سادھوؤں کے پاس جو گنگا دریا کے کنارے بیٹھے رہتے ہیں علاج کے لئے لے کر گئے تھے۔ انہوں نے اپنی ''پمبلیاں'' (PUMBLIYAN) سے منتر پڑھ کر اس پر اپنی راکھ پھینکی تھی جس سے یہ پہلے سے بھی زیادہ بیمار ہو گیا۔ یہ تین گھروں میں ایک ہی لڑکا ہے۔ سب شادی شدہ ہیں کسی کی بھی اولاد نہیں ہے اور وہ بہت سخت پریشان ہیں۔ سادھوؤں نے اپنی ناکامی کے بعد کہا تھا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اس لڑکے پر تو کوئی بہت بڑا آسیب آ گیا ہے اسے کہیں اور لے جاؤ، ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ مَیں نے ان سے کہا کہ اس طرح کرو کہ ہمارے مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں ان کے پاس لے چلو۔ وہ نوجوان کہنے لگا کہ مَیں اس لئے آپ کے پاس لے آیا ہوں۔ مَیں بڑا حیران ہوا۔

خدا کی قدرت کہ میرے دل میں اچانک بہت جوش اور درد پیدا ہوا۔ مَیں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو یہ وید اور قرآنِ پاک کا مقابلہ ہے۔ آپ ''وید'' کے مطابق اس کا وہ علاج کریں جو وہ کہتا ہے۔ وہ تو پہلے ہی ڈرے ہوئے تھے اور جو ان کے ساتھ بھجن گانے والی نوجوان خوبصورت لڑکی تھی وہ تو رونے لگ گئی کہ اس خوبصورت پندرہ سولہ سال کے لڑکے کے ساتھ کیا ہوا۔ خیر وہ کہنے لگے کہ ہمارے ''وید'' میں اس بارہ میں کوئی ہدایت نہیں ہے۔ مَیں نے کہا لو پھر مَیں قرآنِ پاک کے ساتھ یعنی اس کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق اس کا علاج کرتا ہوں۔ یہاں قرآنِ پاک اور وید کا مقابلہ ہے۔ تم کہتے ہو کہ وید تو خالی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسی دوائی نہیں جس سے اس کا علاج ہو سکے۔ صرف قرآنِ پاک کی آیات پڑھنی ہیں اور یہ سب کچھ آپ سب کے سامنے ہوگا۔ مَیں نے پانی منگوایا اور اس پر سورۃ فاتحہ اور تینوں قُل پڑھے اور ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعائیں پڑھیں۔ غرضیکہ بہت دعا کر کے مولا کریم کو اس کی صفت شافی کا واسطہ دیا اور اس پانی پر پھونک مار کر اس لڑکے پر چھڑکا اور بعدہٗ تھوڑا تھوڑا کر کے تین دفعہ پلایا۔ وہ جو پہلے لیٹا ہوا تھا وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہاں تو حیرانگی سے سب لوگ یہ معاملہ دیکھ رہے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا حال ہے اور تمہیں کیا تکلیف تھی؟ وہ لڑکا کہنے لگا کہ دو آدمی میرے اندر گھسے ہوئے تھے وہ میرے دل پر جوتے مارتے تھے اور یہی کہتے تھے کہ تمہیں ہم نے مار ڈالنا ہے۔ اب وہ چلے گئے ہیں اور جاتے وقت وہ یہ کہہ گئے ہیں کہ تمہاری قسمت اچھی تھی کہ اس مولوی صاحب کے پاس تم آ گئے، اب ہم تمہارے پاس نہیں آئیں گے۔ ہم جاتے ہیں۔

یہ بات دیکھ کر بھی آریہ لوگوں پر اثر نہ ہوا۔ بڑی سخت قوم ہے۔ سناتن دھرم والوں نے ایک تقریر پہلے کروائی تھی اب پھر کہنے لگے کہ ایک اور تقریر کریں۔ میں نے پھر تقریر کی جو سب نے بڑی خوشی سے سنی۔ اس میں بڑی تفصیل سے بیان کیا کہ ''کرشن'' بھی نبی تھے، رام چندر بھی نبی تھے اور یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں بتایا ہے اور یہ لکھا بھی ہے...... کہ ہندوستان میں ایک نبی آیا تھا جس کا رنگ کالا تھا اور اسے کاھن کہتے تھے۔ کاھن (کنہیّا) کرشن کو کہتے ہیں۔

ان واقعات کا مسلمانوں اور آریوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ وہ آریوں سے کہنے لگے کہ اپنی منڈلی یہاں سے لے جاؤ۔ تم لوگوں کی بات کسی نے نہیں سننی۔ جب کسی مریض کا نہ تو علاج ہی وید میں ہے اور وہ تو خالی ہو چکے ہیں اس میں یہ طاقت ہی نہیں ہے کہ کسی مریض کو پرماتما کے آگے فریاد کرے کہ شفا ہو جائے جبکہ قرآن پاک میں یہ سب کچھ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں وید بے ثمر ہے۔ غرضیکہ آریہ وہاں سے چلے گئے اور ہم واپس اپنے گاؤں آ گئے۔

....

بھیڑیے اور بے وقت کی اذان

پوریؔ کے ضلع میں ایک گاؤں ہے مجھے پتہ چلا کہ وہاں آریہ لوگ آئے ہیں۔ اس علاقہ میں میری ڈیوٹی تھی۔ مَیں نے صبح ہوتے ہی ہاتھ میں ڈنڈا پکڑا اور اپنی صندوقچی میں چند جماعتی کتابیں رکھیں اور روانہ ہو گیا۔ وہ سارا سفر پیدل اور جنگل میں سے تھا۔ دونوں طرف درخت تھے اور درمیان میں چھوٹی سی چلنے کے لئے پگڈنڈی بنی ہوئی تھی۔ غرضیکہ اسی پر چلتا گیا۔ قریباً ایک ایکڑ فاصلہ ابھی طے ہوا ہوگا کہ اِدھر اُدھر گوشت کے ٹکڑے بکھرے ہوئے نظر آئے اور سامنے تین بھیڑیے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بیٹھے بھی یہ عین راستہ کے درمیان میں۔ میرا تو ایک دفعہ سانس پھول گیا کہ اب اکیلا کیا کروں گا۔ یہ تین ہیں مجھ سے ڈریں گے نہیں اور جنگل بھی ہے۔ مجھے اسی وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث یاد آ گئی۔ اور مَیں نے وہیں کان میں انگلیاں ڈال کر اذان دینا شروع کر دی۔ اس وقت معلوم نہیں تھا کہ اس کا مقصد کیا تھا۔ پڑھا ہوا تھا کہ اگر کسی وقت آپ کوئی راستہ بھول جائیں یا کوئی راستہ میں رکاوٹ پیدا ہو جائے تو اس وقت کھڑے ہو کر اذان دے دیا کرو۔ غالباً صبح کے نو بجے کا وقت ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسری طرف کوئی اور راستہ بھی جاتا تھا اور اُدھر ایک شخص گھوڑی پر سوار جا رہا تھا۔ اس نے جب اذان بے وقت ہونے کی آواز سنی تو ادھر کو چل پڑا اور میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا کہ یہاں کون اذان دے رہا تھا؟ اس وقت سمجھ آئی کہ اس حدیث کا کیا مقصد تھا۔ کیونکہ بے وقت کی اذان سن کر لوگ حیران ہو جاتے ہیں اور فوراً اس کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مَیں نے اسے بھیڑیوں کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔ وہ سمجھ گیا اور کہنے لگا مجھے یہ صندوقچی پکڑاؤ اور رکاب میں پاؤں رکھ کر اوپر چڑھ آؤ اور یہ جو ڈنڈا پکڑا ہوا ہے مجھے دے دو۔ اس ڈنڈے کے آگے مَیں نے پہلے ہی لوہے کا سُوآ لگوایا ہوا تھا۔ مَیں نے خدا کا شکر ادا کیا اور فوراً گھوڑی پر سوار ہو گیا۔ اس طرح ہم دو ہو گئے اور ان بھیڑیوں نے کھسکنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ اس طرح وہ راستہ چھوڑ گئے اور ہم اس خطرناک جگہ سے آگے گزر گئے اور مولا کریم کا شکر ادا کیا کہ اللہ تیرا احسان ہے۔ تیرے نبیؐ پاک نے کیا عجیب بات بتائی تھی۔ اگر مَیں ایسا نہ کرتا تو کسی کو کیا پتہ تھا کہ جنگل میں کوئی مسافر کس مصیبت میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ تین بھیڑیے اور معلوم نہیں کب کے بھوکے ہوں گے۔ بہرحال وہ شخص مجھے دو میل تک گھوڑی پر سوار لے آیا اور آگے ہم دونوں کا راستہ جدا جدا تھا۔ وہ مجھے اتار کر اپنے راستہ پر چلا گیا۔ کہنے لگا اگر مَیں نے ضروری آگے نہ جانا ہوتا تو آپ کو مَیں گاؤں چھوڑ آتا۔ مَیں نے کہا آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ مَیں نے اس سے اگلا فاصلہ پوچھا۔ وہ کہنے لگا تین چار میل ہوگا۔ اب راستہ سارا صاف تھا۔ خدا کا شکر ادا کیا اور اس گاؤں میں وقت پر ہی پہنچ گیا۔

(میری یادیں حصہ دوم صفحہ 31 تا 35)

مجلس خدام الاحمدیہ گیمبیا کے
31ویں نیشنل اجتماع کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: سید سعید الحسن شاہ۔ نائب امیر اوّل و مبلغ انچارج دی گیمبیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ گیمبیا کو مورخہ 26 تا 28 دسمبر 2014ء بڑی کامیابی سے اپنا اکتیسواں نیشنل اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اِس اجتماع کا انعقاد ہر سال دسمبر کے مہینے میں مسرور احمدیہ سیکنڈری سکول (اولڈ یبنوڈیم) بانجل میں ہوتا ہے۔ لیکن گزشتہ کچھ سالوں سے فیصلہ کیا گیا کہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی انعقاد ہوتا کہ دور دراز علاقوں کے لوگ بھی شامل ہوسکیں۔ چنانچہ اس دفعہ ملک کے وسط اور بانجل سے 175 کلومیٹر دور طاہر احمدیہ سیکنڈری سکول مانسا کونکو میں اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ طاہر احمدیہ سینئر سکول ملک کی ترقی میں عرصہ دراز سے اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے 1988ء کے دورہ گیمبیا کا یہ ایک شیریں پھل ہے جو علم کی روشنی کو خوب پھیلا رہا ہے۔ خدام الاحمدیہ کے اجتماع کا انعقاد سکول میں تعمیر کردہ نئے بہت بڑے ہال میں کیا گیا جبکہ کھیلوں کے لئے سکول کی وسیع و عریض گراؤنڈ استعمال کی گئی۔ اجتماع کے لئے وقارِ عمل کے ذریعے پورے سکول کو آراستہ کیا گیا تھا۔ مہمانوں کی آمد 25 دسمبر بروز جمعرات سے شروع ہوگئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے براہ راست خطبہ جمعہ سنانے کے لئے ایم ٹی اے کا بندوبست کیا گیا تھا اور الحمد للہ ایک بڑی تعداد نے حضور انور کا خطبہ سننے کی سعادت پائی۔

مقامی طور پر خطبہ جمعہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے فرمان ’قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں‘ کے حوالہ سے خدام کو بعض تربیتی امور کی تلقین کی گئی۔

افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ بعد ازاں مختلف غیر از جماعت احباب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

امام صاحب pakli bah ممبر نیشنل اسمبلی، Hon. Njie Darboe of Jarra West، گورنر Salif Puye LRR نے اجتماع کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور جماعت کے کردار کو معاشرہ کے لئے لازمی جزو قرار دیا۔

گورنر لوئر ریور ریجن نے ملک میں جماعت کے کردار کو سراہتے ہوئے کہا کہ آج کے معاشرہ میں قرآن کی تعلیم کو عام کرنا صرف احمدیت کا ہی کمال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا نام پورے ملک میں عزت و وقار کی تصویر بن گیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایسا معاشرہ جہاں ویڈیو فلمز اور انٹرنیٹ پر کوئی کنٹرول نہ ہو اور بچوں کی رسائی غیر اخلاقی مواد تک باآسانی ہو وہاں چیلنجز کا سامنا کرنا آسان نہیں۔ جماعت کے سکولز اور دینی تعلیم تریاق کا کام کررہے ہیں۔ انہوں نے اجتماع کے انعقاد پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

اجتماع کا مرکزی موضوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں خدمت خلق تھا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے حوالے سے ہی تمام تقاریر کے عناوین رکھے گئے۔ ان عناوین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ، موجودہ مسائل کا حل خلافت میں، ایک احمدی خادم کی ذمہ داریاں شامل تھے۔ مکرم صدر صاحب نے دنیا کے نام نہاد خلفاء اور خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کے درمیان فرق کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارے سب مسائل کا حل خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی خلافت میں ہے جو ساری دنیا کی راہنمائی کے لئے ہے، جو خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ ہے۔

اجتماع کا اہم حصہ خدام و اطفال کے علمی اور ورزشی مقابلہ جات تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام و اطفال نے اِن مقابلوں میں بھرپور حصہ لیا۔ حاضرین میں انصار بھی شامل تھے اس لئے ان کے لئے میوزیکل چیئر کا دلچسپ مقابلہ کروایا گیا۔

اجتماع کے دوسرے دن خدام کی مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا جس میں نمائندگان شوریٰ نے حصہ لیا۔

اجتماع کے دوسرے روز اطفال الاحمدیہ کا علیحدہ اجلاس ہوا جس میں تقاریر اور علمی مقابلہ جات ہوئے۔

تیسرے روز اجتماع کا اختتامی اجلاس مکرم امیر صاحب جماعت گیمبیا کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے پوزیشن لینے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ مکرم امیر صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں خدام کو زرّیں نصائح سے نوازا اور کہا کہ قوموں کی ترقی نوجوانوں پر منحصر ہے اس لئے ہمیشہ اپنا مطمح نظر اونچا رکھیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نوجوانی کی زندگی سے روشنی حاصل کریں۔

اختتامی دعا کے ساتھ یہ بابرکت اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اللہ کے فضل سے اجتماع کے تینوں دن تہجد باجماعت کا اہتمام کیا گیا۔ اسی طرح درس القرآن و حدیث بھی ہوئے۔

اس اجتماع کے شاملین کی کل تعداد 400 کے لگ بھگ تھی۔ اجتماع میں نو مبائعین کی حاضری بھی کافی اچھی تھی۔ بعض پہلی دفعہ کسی بھی پروگرام میں شامل ہو رہے تھے۔

امسال کے اجتماع کی ایک خصوصیت عطیہ خون کا انتظام تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 15 خدام نے عطیۂ خون دینے کی توفیق پائی۔ اس اجتماع کا آخری دن جلسہ سالانہ قادیان کا بھی آخری دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا لندن سے نشر ہونے والا جلسہ قادیان سے اختتامی خطاب خدام و اطفال کے علاوہ انصار اور مہمان دوستوں کی ایک بڑی تعداد نے ایم ٹی اے کے ذریعے براہ راست دیکھا اور سنا۔ اجتماع کی خبر کو ملکی میڈیا نے بھرپور کوریج دی۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے بابرکت نتائج پیدا فرمائے اور احمدیت کی روشنی کو پھیلاتا چلا جائے۔ آمین

☆......☆......☆......☆

جلسہ سالانہ قادیان 2014ء کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب کنشاسا میں مقامی ٹیلی ویژن Horizion 33 پر براہ راست نشر کیا گیا

مکرم چوہدری نعیم احمد باجوہ، امیر و مبلغ انچارج کونگو۔ کنشاسا لکھتے ہیں: کنشاسا میں لوکل ٹی وی پر ہمارے ہفتہ وار پروگرام چلتے ہیں۔ تاہم کونگو کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب ایم ٹی اے سے براہ راست مقامی طور پر نشر کیا گیا۔ اس کے لئے مقامی ٹی وی اسٹیشن پر جلسہ سے کچھ دن قبل ایم ٹی اے کی ڈش نصب کی گئی۔ جلسے سے دو دن قبل اسی ٹی وی پر قادیان جلسہ کا اشتہار چلایا گیا اور خبروں میں جلسے کے پروگرام اور مقامی طور پر نشر ہونے کی خبر دی گئی۔ یہ اشتہار، نشر مکرّر کو شامل کر کے کُل چھ دفعہ چلایا گیا۔

جلسہ کے دن مبلغ سلسلہ اور ایک خادم مسلسل ٹی وی اسٹیشن پر رہے تا کہ کسی خرابی کی صورت میں فوری حل تلاش کیا جاسکے۔ الحمد للہ کہ سارے خطاب کے دوران کوئی فنّی خرابی یا کوئی اور مسئلہ سامنے نہیں آیا۔ ایم ٹی اے سے براہ راست فرنچ ترجمہ کے ساتھ یہ پروگرام نشر ہوا۔ ایم ٹی اے اور مقامی نشریات میں کوئی تعطّل یا وقفہ نہیں تھا۔

کنشاسا (Kinshasa) شہر دنیا کا سب سے بڑا فرنچ زبان بولنے والا شہر ہے۔ اس کی آبادی دس ملین سے زائد ہے۔ ایک بہت محتاط اندازے کے مطابق اس خطاب کے ذریعہ جماعت کا پیغام دو لاکھ سے زائد لوگوں تک پہنچا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کے لوگوں کے دل اسلام احمدیت کے لئے کھول دے اور وہ امام الزمان کی بیعت میں آکر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہوں۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

بقیہ: دنیائے مذاہب ......از صفحہ نمبر 15

دو سال تاخیر کا شکار ہوگیا ہے۔ اس الیکٹرک ٹرین کے رواں ہونے سے سالانہ لکھوکھہا مسافر فائدہ اٹھائیں گے۔

معروف حقائق اور اعداد و شمار کی مدد سے ایک معقول جواب درج کرنے کے بعد عرض ہے کہ ہمیں تو تین کروڑ سے بھی کم آبادی والے ملک سعودی عرب میں اونٹوں کے علاوہ زیر استعمال ایک کروڑ (1,0,000,000) سے زیادہ وسائل نقل و حمل (از قسم کار، بس، ٹرک وغیرہ وغیرہ) میں سے ہر ایک مقدم الذکر آیت قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل نظر آتی ہے۔

☆......☆......☆

فصلِ ببول

جمیل احمد بٹ

کم و بیش ایک ماہ پیشتر 16 دسمبر 2014ء کو پشاور (پاکستان) کے آرمی پبلک سکول میں قوم کے 132 نوعمر بچوں اور ان کو تعلیم دینے والی محترم خواتین اور عملہ کے دیگر 9/افراد کی زندگیوں کو جس طرح ظلم اور بربریت کے ساتھ چھینا گیا۔ اس نے ایک بار پھر پورے ملک میں دہشتگردوں کے خلاف غم و غصّہ کی لہر دوڑا دی۔ یہ اظہار ایسے ہر واقعہ پر ہوتا ہے گو اس کی شدّت زندگی کھونے والوں کی تعداد اور ان کے عقیدے کے تناظر میں کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ حکمران اور سیاست کار اپنے اپنے رنگ میں اظہار مذمّت کرتے ہیں اور ان واقعات کی روک تھام کے عزائم کا اظہار ہوتا ہے تاہم عملاً کچھ نہیں ہوتا یا اگر ہوتا ہے تو ناکافی کیونکہ دہشتگردی کی روک تھام کے لئے جو طریق اختیار کئے جاتے ہیں ان میں اس مسئلہ کی اصل وجہ کو نظر انداز رکھا جاتا ہے اور جو بھی کارروائی ہوتی ہے وہ cosmetic ہوتی ہے اسی لئے یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔

Conflict Management کی Website کے مطابق گزشتہ گیارہ سالوں میں اس دہشتگردی کے ہاتھوں پاکستان میں 55 ہزار سے زائد افراد اپنی جان کھو چکے ہیں۔ بدقسمتی سے دہشتگردی کا یہ سلسلہ صرف پاکستان تک محدود نہیں بلکہ اسلامی دنیا کے کئی ممالک شام، عراق، مصر، لیبیا، نائجیریا اس کی لپیٹ میں ہیں اور مختلف ناموں جیسے طالبان، اسلامی ریاست، بوکوحرام اور ان کے ہم خیال کئی چھوٹے بڑے گروہ ایک ہی سوچ کے ساتھ جگہ جگہ اپنے ہم مذہبوں کا خون بہا رہے ہیں۔ صرف ملک شام میں ایسے مرنے والوں کی تعداد اب لاکھوں میں ہے اور 'اسلامی سلطنت' (ISIS) کے نام پر بیدردی سے اور بے محابا خون بہایا جا رہا ہے۔

بنیادی وجہ: وہ وجہ جس کے ہاتھوں ببول کی یہ فصل بارآور ہوئی اور آج سب کانٹوں پر چلنے پر مجبور ہیں بنیادی طور پر افراد اور گروہوں کا خود کو مصلح قرار دے کر امن و سلامتی، رواداری اور انسانی جان کی حرمت کی قرآنی تعلیم کے برخلاف اپنے لئے اس بات کو جائز قرار دینا ہے کہ دین کے نام پر وہ اختلافِ رائے رکھنے والوں پر بالجبر اپنی رائے مسلّط کرنے، ان کے شہری حقوق کا اِتلاف کرنے بلکہ ان کی جان لینے کے بھی مجاز ہیں۔

اختلافِ عقیدہ کی بنیاد پر افراد اور جماعتوں کو کافر جاننا، ان کے خلاف نفرت اور ان کے سماجی بائیکاٹ کو جائز گردانا بلکہ ان کو گردن زدنی قرار دینا اور اس کا بے حساب اجر ٹھہرانا اور پھر اپنی اس پُرتشدد سوچ کی جابجا قائم ہزارہا مدرسوں میں عام تعلیم، مساجد کے منبروں سے اس کی برملا تلقین، اردو پرنٹ میڈیا کا اس غرض سے کھلا استعمال، الیکٹرانک میڈیا اور عوام الناس کا خاموش رہ کر اس کی تائید، حکومتوں کی اپنے فرائض سے غافل رہ کر اس سب کی درپردہ حمایت اور عدلیہ کا بوجوہ مظلوموں کی دادرسی اور انصاف مہیا نہ کر سکنا اس مسئلہ کی اصل جڑ ہیں۔

نظریاتی بنیادیں: مذہب کے نام پر طاقت کے استعمال کے اس طریق کو کئی نام دیئے گئے ہیں جیسے شدّت پسندی، انتہا پسندی اور بنیاد پرستی وغیرہ۔ تاہم ان کی نظریاتی بنیاد ایک ہی ہے۔ اس سوچ پر عامل اکثر گروہ کسی نہ کسی رنگ میں درج ذیل تحریکوں کے براہِ راست یا بالواسطہ متاثرین میں سے ہیں۔

تحریک محمد بن عبدالوہاب صاحب: اٹھارویں صدی کے وسط میں نجد میں محمد بن عبدالوہاب صاحب نے ایک اصلاحی تحریک شروع کی جس میں اپنے نظریات کی بالجبر اشاعت اور مخالف عقائد کے حاملین پر سختی روا رکھی گئی۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ:

'محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانِ دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے'۔

(الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب از مولوی حسین احمد مدنی صفحہ ۲۳، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند)

یہ تحریک عام طور پر وہابیہ کہلاتی ہے اور ایک طرح یہ آج کی شدّت پسندی کا نقطۂ آغاز تھا۔

بانیِ تحریک اور محمد بن سعود کے اشتراکِ عمل سے 1744ء میں نجد میں ابتدائی سعودی اقتدار قائم ہوا جو مختلف ادوار سے گزرتا ہوا 1932ء میں سعودی عرب کی موجودہ بادشاہت بنا۔ تقریباً دو صدیوں پر محیط باہمی روابط اور نظریاتی اتفاق کے سبب اس سعودی حکومت و اقتدار اور دولت کی فراوانی نے شدّت پسندی کے اس نظریہ کے موجودہ پھیلاؤ میں بنیادی کردار ادا کیا۔

دیوبند: برصغیر میں 1867ء میں مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نے بمقام دیوبند ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی جس سے دیوبندی مکتبہ فکر کا آغاز ہوا۔ مولانا نانوتوی گو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نقش قدم پر تھے لیکن وہابیہ کی طرح نظریاتی شدت پسندی ان کا بھی طریق تھا۔

اخوان المسلمین: 1928ء میں مصر میں حسن البنّا نے ایک تنظیم اخوان المسلمین قائم کی۔ اس تحریک نے شدّت پسندی کے میلان کے اظہار کے لئے اپنا جو نشان (Logo) اختیار کیا اس میں دو تلواروں کے ذیل میں ایک قرآنی لفظ **وَاَعِدُّوا** لکھا جس کے معنی ہیں 'اور تیار رہو'۔ اس تنظیم کو مصر، شام، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے دہشت پسند جماعت قرار دے رکھا ہے۔

جماعت اسلامی: برصغیر میں شدت پسندی کا علم ایک بار پھر 1941ء میں ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے بلند کیا۔ اور 'حکومتِ الٰہی' کے قیام کے لئے جماعت اسلامی کے نام سے ایک تنظیم بنائی جس کا مسلک یہ قرار دیا:

'یہ خدائی فوجداروں کی جماعت ہے اور اس کا کام یہ ہے کہ دنیا سے ظلم، فتنہ و فساد طغیان اور ناجائز انتفاع کو **بزور مٹا دے**'۔ (حقیقتِ جہاد از ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ نمبر 58)

'جو کوئی...... چاہتا ہو کہ خَلقِ خدا کی اصلاح ہو تو اس کے لئے محض واعظ اور ناصح بن کر کام کرنا فضول ہے۔ اسے اٹھنا چاہئے اور غلط اصول کی حکومت کا خاتمہ کر کے غلط کار لوگوں سے **اقتدار چھین** کر صحیح اصول اور طریقے کی حکومت قائم کرنی چاہئے'۔ (حقیقتِ جہاد از ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ نمبر 11)

'ناترس اور شتر بے مہار قسم کے لوگوں سے قانون سازی اور فرمانروائی کا **اقتدار چھین لو**'۔

(حقیقتِ جہاد از ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ نمبر 15)

جہادی تنظیمیں: تشدّد سے اپنی رائے کو دوسروں پر مسلّط کرنے اور اپنے علاوہ دوسروں کو غلط کار قرار دے کر ان کے خلاف ظلم کی راہ اختیار کرنے کے نظریہ کو پھیلانے کی یہ کوششیں فی الوقت خوب رنگ لائی ہیں اور بہت سے دہشتگرد گروہ سرگرمِ عمل ہیں جن میں سے بیشتر مندرجہ بالا نظریاتی تحریکوں سے اپنا تعلق جوڑتے ہیں۔ طاقت کے استعمال کے اس درس کے سہارے ملکی حکومتوں کی کمزوری اور بعض دیگر عناصر کی درپردہ حمایت کی شہ پر حصول اقتدار کی بنیادی خواہش کے تابع طاقت کا بے محابا استعمال اور ہر اصول اور ضابطے سے بالا معصوم اور بے گناہ شہریوں پر ظلم اور بربریت ان بیشتر جہادی تنظیموں کا طریق ہے۔ اس نظریہ کے حامل چند بڑے گروہ جن کا میڈیا پر ذکر رہتا ہے درج ذیل ہیں:

سپاہ صحابہ: ستمبر 1985ء میں جھنگ شہر میں حق نواز جھنگوی نے انجمن سپاہ صحابہ پاکستان نامی تنظیم قائم کی جسے 2002ء میں حکومتِ پاکستان نے دہشتگرد تنظیم قرار دیا۔

القاعدہ: 1988ء اور 1989ء کے درمیان افغانستان میں روسی حملہ کے پسِ منظر میں پشاور (پاکستان) میں اسامہ بن لادن کے ذریعہ تنظیم القاعدہ قائم ہوئی جس نے دنیا کے مختلف ممالک بشمول افغانستان، عراق، صومالیہ، یمن، شام، ترکی، کینیا، تنزانیہ اور امریکہ میں بڑے پیمانہ پر یہ کارروائیاں کیں۔ اسے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل، نیٹو (NATO)، یورپین یونین اور امریکہ سمیت بہت سے ممالک نے دہشتگرد قرار دے رکھا ہے۔

طالبان: ستمبر 1994ء میں قندھار افغانستان میں مُلّا محمد عمر کی قائم کردہ تنظیم طالبان ظاہر ہوئی جس کے 1996ء تا 2001ء کے پانچ سالہ دورِ حکومت میں ہزارہا شہری ہلاک اور لکھوکھہا ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ 2004ء سے یہ افغان حکومت، نیٹو اور ایساف (International Security Assistance Force) کے خلاف کارروائیوں میں مصروف ہے۔

لشکر جھنگوی: 1996ء میں سپاہ صحابہ سے الگ ہونے والے ریاض بسرا نے اپنی پہلی تنظیم کے بانی کے نام پر تنظیم لشکر جھنگوی قائم کی۔ اس تنظیم کے جھنڈے پر ایک ننگی تلوار کے اوپر الفاظ 'فقاتلوا ائمة الکفر' لکھے ہوئے ہیں۔ اسے جنوری 2001ء میں حکومتِ پاکستان نے دہشتگرد تنظیم قرار دیا۔ جبکہ امریکہ سمیت کئی اور ممالک بھی ایسا کر چکے ہیں۔

اسلامی حکومت: 1999ء میں ابومصعب زرقوی کے ذریعہ اردن میں قائم ہونے والا گروپ توحید والجہاد جس نے عراق اور شام میں پھیلی ہوئی بدامنی کے دوران طاقت پکڑ کر اور کئی نام بدلنے کے بعد 2014ء میں ابوبکر البغدادی کی قیادت میں اپنے لئے اسلامی حکومت (ISIS یا ISIL) کا نام اختیار کر لیا۔ اقوام متحدہ کے مطابق اس کی کارروائیوں سے مارچ 2011ء سے اکتوبر 2014ء تک شام میں دو لاکھ سے زائد افراد ہلاک ہوئے۔

بوکوحرام: 2002ء میں نائجیریا میں قائم ہونے والی تنظیم 'جماعت اہل السنة الدعوة والجہاد' جس کے جھنڈے پر دو بندوقوں کے اوپر رکھا ہوا صحیفہ کا نشان اور کلمہ طیّبہ لکھا ہوا ہے۔ تاہم اس کی مغربی تعلیم کو حرام قرار دینے کی پالیسی کے سبب اسے 'بوکوحرام' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (ہاؤسا زبان میں بوکو کے معنی کتاب، تعلیم کے ہیں) اس نے 2014ء کے نصف اول میں 2000 شہری ہلاک کئے اور اپریل 2014ء میں 276 اسکول کی طالبات کو اغوا کیا۔

تحریک طالبان پاکستان: دسمبر 2007ء میں فاٹا پاکستان میں بیت اللہ محسود کے ہاتھوں تحریک طالبان پاکستان قائم ہوئی۔ جس کی خون آشام سرگرمیوں کی ایک طویل فہرست ہے جن میں سے ایک 16 دسمبر 2014ء کو پشاور کے ایک اسکول میں خون کی ہولی کھیلنا ہے۔

انتہا پسندی کا حاصل: گزشتہ تین دہائیوں میں دہشتگردی کو اپنا کر جتنی بھی کارروائیاں کی گئی ہیں ان کا نتیجہ سوائے زیاں کے اور کچھ نہیں ہوا۔ یہ زیاں ہر قسم کا ہے۔ لاکھوں انسانی جانوں کا، اربوں روپوں کے اموال کا اور عزّتوں کا۔ بدقسمتی سے ان چند واقعات سے قطع نظر جو اسلامی دنیا سے باہر ہوئے یہ تمام تر نقصان مسلمانوں اور مسلمان حکومتوں کا ہوا۔

نظریاتی طور پر انتہا پسندی کے پھیلاؤ نے باہم تفریق کو ہوا دی۔ آپس میں فاصلوں کو بڑھایا اور نئی نسلوں کو اسلامی تعلیمات کے خلاف عدم رواداری، اختلافاتِ عقائد کی بنیاد پر معاشرتی تفریق، ناانصافی اور زیادتیوں کو جائز قرار دینے کا درس دیا۔ خوف و ہراس پھیلا۔ مسجدوں میں یکجا ہونے کے لئے بھی مسلّح پہروں کا حصار ضروری ہو گیا۔ انصاف کا حصول مشکل ترین ہو گیا اور عدم تحفّظ کا احساس عام ہوا۔

اس سب پر مستزاد اس کا سب سے بُرا نتیجہ اسلام کی بدنامی تھی کیونکہ ان کے سبب دنیا بھر میں دہشت گردی کے ساتھ 'اسلامی' کا لفظ نتھی ہوا۔ میڈیا پر ہر واقعہ کے ساتھ تواتر سے دہشتگردی کو مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ جوڑا گیا۔ اور دنیا بھر میں اسلامی تعلیمات سے ناواقف لوگوں کو اس خیال پر قائم کیا گیا کہ اسلام نعوذ باللہ دہشتگردی کی تعلیم دیتا ہے اور مسلمانوں کی دہشتگردی کی یہ سرگرمیاں اپنے مذہب پر عمل کرنے کا نتیجہ ہیں۔

پرانا حربہ: عیسائی پادری اور منّاد ہمیشہ سے اس حربہ کو استعمال کرتے آئے ہیں اور اسلام کی جہاد کی اعلیٰ تعلیم کو تلوار کے جہاد تک محدود کرنے اور اس کی بنیاد پر اسلام کے تلوار سے پھیلنے کی الزام تراشی کرنا ان کی خلافِ اسلام کتابوں کا خاص موضوع رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو برّصغیر اور افغانستان میں جہاد کے اس غلط تصور کے پھیلاؤ کی وجہ ہی ان تحریروں کو قرار دیا تھا۔ جیسا کہ فرمایا:

'پادری صاحبوں نے...... ہزاروں رسالے اور اشتہار اردو اور پشتو وغیرہ زبانوں میں چھپوا کر ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں اس مضمون کے شائع کئے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے کا نام اسلام ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاد کی دو گواہیاں پا کر یعنی ایک مولویوں کی گواہی اور دوسری پادریوں کی شہادت، اپنے وحشیانہ جوش میں ترقی کی'۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 9)

'یہ پادریوں کی بھی سراسر نادانی اور سراسر غلطی ہے کہ ناحق ہمیشہ شور مچاتے رہتے ہیں کہ اسلام میں تلوار سے دین کو بڑھانا قرآن کا حکم ہے اور اس طرح پر نادان جاہلوں کو اور بھی بیہودہ اور باطل خیالات کی طرف رجوع دیتے اور ابھارتے ہیں ......اور اسی طرح پر ناحق ایک خلافِ واقعہ بات کی یاددہانی کراتے رہتے ہیں'۔

(کشف الغطاء، روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 208)

بدنامی کے اصل ذمّہ دار: میڈیا کا بلاتحقیق اظہار قابلِ مذمّت ہے لیکن اس کا موقع بہم پہنچانے والے کس طرح اس بدنامی کی ذمہ داری سے بری الذمّہ ہو سکتے ہیں؟ عیسائی طاقتوں کے ہاتھوں میں کھیلنے والا میڈیا بھلا کیسے اس موقع سے فائدہ اٹھانے سے باز رہ سکتا تھا۔ دشمن نے تو

موقع سے فائدہ اٹھانا ہی تھا۔ اس بدنامی کی اصل ذمہ داری انہی افراد کی ہے جنہوں نے انتہا پسندی کے اس نظریہ کو پھیلایا اور جنہوں نے اسے عملی طور پر دہشتگردی تک پہنچایا۔

خلافِ تعلیمِ قرآن: مذہبی بنیاد پر منافرت پھیلانے اور اس خلافِ انسانیت ظلم و تشدّد اور قتل و غارت کو جائز قرار دینے کے لئے بے جا طور پر مذہب کا سہارا لیا جاتا ہے۔ جبکہ اسلام مذہب پر عمل یا اس کے پھیلانے کے لئے کسی بھی قسم کے جبر کی نفی کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیّبہ مذہبی رواداری اور غیر مسلموں سے معاشرتی تعلقات، لین دین اور ان سے حسنِ سلوک کے واقعات سے پُر ہے۔ اسی طرح اسلام انسانی جان کو محترم قرار دیتا ہے اور قتلِ انسانی کو ایک بڑا جرم۔ چنانچہ ایک قتل ہونے والے کی زبانی اس کے قاتل کی سزا جہنم قرار دی گئی ہے جیسا کہ فرمایا:

فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ۔ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ (مائدۃ: 30) ترجمہ: پھر تُو اہل نار میں سے ہو جائے اور ظلم کرنے والوں کی یہی جزا ہوتی ہے۔

اور بحیثیت مجموعی انسانی جان کی اس حرمت کا اعلان کرتا ہے اور فرماتا ہے: اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدۃ: 33) ترجمہ: جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

تمام بنی نوع انسان کے لئے اس تعلیم کے ساتھ مومنوں کے لئے اسے یوں دہرایا گیا: وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا (النساء: 93) ترجمہ: اور کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ کسی مومن کو قتل کرے۔

نیز: وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ (النساء: 94) ترجمہ: اور جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے۔

پس کسی بھی نام سے نفرت انگیزی، تشدّد، انتہا پسندی یا بنیاد پرستی اور انسانی جانوں کا قتل قرآنی تعلیمات اور اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سراسر خلاف ہے۔

خودساختہ مصلحین: قرآن کریم کسی بھی شخص یا گروہ کے دوسروں کی اصلاح کے نام پر داروغہ بننے کو ناپسند فرماتا ہے اور ہدایت و تربیت کا کام صرف نصیحت سے کرنے کا حکم دیتا ہے۔ حتیٰ کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی کئی بار یہ ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف پیغام کا پہنچا دینا ہے۔ ماننا یا نہ ماننا سننے والے کا اختیار ہے۔ جیسا کہ فرمایا: فَذَكِّرْ (طور: 30) ترجمہ: غرضیکہ تو نصیحت کرتا چلا جا۔

اور: فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ۔ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (الغاشیۃ: 23-22) ترجمہ: پس بکثرت نصیحت کر۔ تُو محض ایک بار بار نصیحت کرنے والا ہے۔ تُو ان پر داروغہ نہیں۔

اسی لئے قرآن کریم ایسے لوگوں کو جو خود اپنے آپ کو مصلح قرار دے کر فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں، مُفسد کہتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ (البقرۃ: 12۔13) ترجمہ: وہ کہتے ہیں ہم تو محض اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار یقیناً وہی ہیں جو فساد کرنے والے ہیں۔

یہ صاف اور واضح تعلیم اصلاح کے نام پر طاقت کے استعمال کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتی ہے۔

امّت کے بگاڑ کی خبر: یہ درست ہے کہ امت محمدیہ میں بتدریج بگاڑ اور پھر اصلاح کی ضرورت مقدر تھی۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يوشِک اَن يأتی علی الناس زمان، لا يبقی من الاسلام اِلَّا اسمه، و لا يبقی من القرآن اِلَّا رَسمُه، مساجدُهم عامرة و هی خراب من الهدی۔ (مشکوۃ المصابیح از حضرت امام خطیب تبریزیؒ فصل ثالث کتاب العلم جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 91 شائع کردہ المکتبہ الاسلامی)

ترجمہ: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہوں گی لیکن ہدایت کے لحاظ سے بالکل ویران ہوں گی۔

اس بگاڑ کی انتہا آپ نے یہ فرمائی کہ:

1۔ ليأتين علی امتي ما اتی علی بني اسرائيل حذو النعل بالنعل۔

(جامع ترمذی کتاب الایمان باب 18 جلد 5 صفحہ نمبر 26 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے۔ ان میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے۔

اس دور میں خود کو علماء کہلانے والوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبریں دیں:

1۔ علماؤهم شر مَنْ تحت اديم السماء، مِنْ عندهم تخرج الفتنة، و فيهم تعود۔

(مشکوۃ المصابیح از حضرت امام خطیب تبریزیؒ فصل ثالث کتاب العلم جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 91 شائع کردہ المکتبہ الاسلامی)

ترجمہ: اس زمانہ کے لوگوں کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ انہیں میں سے فتنے نکلیں گے اور انہیں میں واپس جائیں گے۔

2۔ فَيَصِيرُ النَّاس اِلیٰ عُلَمَآئهم فاِذَا هُم قِرَدَةٌ وَ خَنَازِير (کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 190 حدیث نمبر 2013 مطبع دائرہ معارف نظامیہ حیدر آباد دکن 1314ھ)

ترجمہ: لوگ اپنے علماء کے پاس جائیں گے تو انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔

امت کی اصلاح کا الٰہی پروگرام: لیکن خوش قسمتی سے یہ زوال ہمیشہ کے لئے نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریکی کے بعد صبح کی نوید بھی دی اور درج ذیل اہم پیشگوئیاں فرمائیں:

دشمنوں کی ہلاکت: وَ اللّٰهِ! لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا۔ فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَ لَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ۔ ترجمہ: ابن مریم ضرور بالضرور حکم عدل بن کر تشریف لائیں گے اور لازماً وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم جلد 1 صفحہ نمبر 136 مطبعۃ دار احیاء کتب العربیہ 1918ء)

ایمان کی ثریّا سے واپسی: وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ عَلٰی سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهٗ رِجَالٌ، اَوْ رَجُلٌ، مِنْ هٰٓؤُلَاءِ۔ (صحیح بخاری باب تفسیر زیر آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ...... جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 1560 المکتبۃ الضیر یہ بیروت)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسیؓ پر رکھ کر فرمایا! کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو ان (اہل فارس) میں سے ایک شخص یا ایک سے زیادہ اشخاص اس کو پالیں گے۔

علمی خزائن کی تقسیم: وَيُفِيضُ الْمَال حتَّی لا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریمؑ)

ترجمہ: وہ مال لٹائیں گے لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔

خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کا قیام: ما شاء اللّٰه ان تكون ثم يرفعها اذا شاء ان يرفعها ثم تكون خلافة علی منهاج النبوة۔ ثم سكت۔ (مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ زیر عنوان حدیث نعمان بن بشیرؓ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 273 دارِ صادر بیروت)

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ ان (جابر حکومتوں) کو ختم کر دیگا اور اس کے بعد دوبارہ نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔

تمکنتِ دین اور خوف کا امن سے بدلنا: اور اس خلافت علی منہاج نبوت کے قیام کے نتیجے میں قرآن کریم کے مطابق یہ تبدیلی آئے گی کہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور: 56) ترجمہ: اور ان کے دین کو ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔

امن وسلامتی کا دور: امن کی یہ پیش خبری صرف مسیح موعودؑ کی جماعت کے لئے نہ تھی بلکہ عام تھی کیونکہ الٰہی اسکیم میں مسیح موعود کا ایک کام جنگوں کا خاتمہ تھا جیسا کہ فرمایا گیا کہ: يَضَعُ الْحَرْبَ (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم) ترجمہ: وہ جنگوں کو ختم کر دے گا۔

تاہم یہ خبر ان جنگوں کے بارے میں تھی جو مذہب کی خاطر یا مذہب کے نام پر لڑی جاتی ہیں۔ کیونکہ دنیاداری اور اقتدار کے لئے جنگوں کا امکان باقی تھا اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عظیم جنگوں کی خبر دی گئی جن کے ذریعہ ہونے والی تباہ کاریوں کا آپ نے خود بھی یوں ذکر فرمایا:

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں
سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جنّ و انس
زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی با حالِ زار

حاشیہ: 'مَیں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلاوے جس کی نظیر کبھی اس زمانہ نے نہ دیکھی ہو اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے'۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ نمبر 152-151)

اس پیشگوئی میں مذکور زارِ روس کا انجام اور ایٹم بم سے ہونے والی تباہی کا نقشہ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم میں ظاہر ہو چکا۔ لیکن ایسی مزید جنگیں ابھی پردۂ غیب میں ہیں کیونکہ ایک اور پیش خبری یوں ہے:

'پانچ زلزلوں کے آنے کی نسبت خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جس کے الفاظ یہ ہیں چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار'

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 395)

مذہبی جنگوں کا التوا: پس حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مذہبی جنگوں کی موقوفی کی خبر دی گئی تھی اور اسی خبر کے تتبّع میں حضرت مسیح موعودؑ نے ان جنگوں کے التوا کا یہ اعلان فرمایا:

کیوں بھولتے ہو تم يَضَعُ الْحَرْب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سیّدِ کونین مصطفیٰؐ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 78)

نیز فرمایا:

'دیکھو مَیں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے اور یہ بات مَیں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے يَضَعُ الْحَرْب یعنی جب مسیح آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا'۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 15)

منشائے الٰہی: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت دین کی خاطر جنگوں کی عدم ضرورت کو اس عقلی دلیل کے تحت منشاء الٰہی قرار دیا کہ:

'اگر خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا کہ مسلمان دین کے لئے جنگ کریں تو موجودہ وضع کی لڑائیوں کے لئے سب سے فائق مسلمان ہوتے۔ وہی توپوں کی ایجاد کرتے۔ وہی نئی نئی بندوقوں کے موجد ٹھہرتے اور انہیں کو فنونِ حرب میں ہر ایک پہلو سے کمال بخشا جاتا، یہاں تک کہ آئندہ زمانہ کی جنگوں کے لئے انہیں کو غبارہ بنانے کی سوجھتی اور وہی آب دوز کشتیاں جو پانی کے اندر چوٹیں کرتی ہیں بناتے اور دنیا کو حیران کرتے، حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ دن بدن عیسائی ان باتوں میں ترقی کر رہے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ منشاء نہیں ہے کہ لڑائیوں کے ذریعہ سے اسلام پھیلے'۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 31-32)

ایک معجزاتی پیش گوئی: حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خدائی شہادت کے بعد بھی دین کو پھیلانے اور قائم کرنے کے لئے تشدد اور ہتھیاروں کا سہارا لینے والوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ حیرت انگیز پیشگوئی فرمائی:

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اِک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 78)

1900ء میں کی گئی اس پیشگوئی پر ایک صدی سے زائد گزرا ہوا زمانہ اس کی صداقت پر گواہ ہے کہ اس عرصہ میں دین کی سربلندی کے لئے جنگ و قتال، تشدد اور انتہا پسندی کی کسی بھی کارروائی کا کوئی مثبت نتیجہ دیکھنے کو نہیں ملتا۔

مزید حیرت انگیز پیش گوئیاں: انسانی جان کے احترام کو قائم کرنا اور عوام میں بردباری اور برداشت کے طریق کو پھیلانا حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔ برصغیر کے پڑوسی ملک افغانستان میں اس کی ضرورت محسوس کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت کے والئی کابل امیر عبدالرحمٰن کو اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے تحریر فرمایا:

'غازی بننے کی نیّت سے تلوار چلانے والے اکثر افغان ہی ہیں جن کا امیر صاحب کے ملک میں ایک معتدبہ

حصہ ہے اس لئے امیر صاحب کو خدا تعالیٰ نے یہ موقع دیا ہے کہ وہ اپنی امارت کے کارنامہ میں اس اصلاحِ عظیم کا تذکرہ چھوڑ جائیں اور یہ وحشیانہ عادات جو اسلام کی بدنام کنندہ ہیں جہاں تک ان کے لئے ممکن ہو قومِ افغان سے چھڑا دیں'۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 19)

اس نصیحت کے ساتھ آپ نے یہ انتباہ بھی فرمایا:

'یقیناً امیر صاحب کی رعایا کی بڑی بدقسمتی ہوگی اگر اس ضروری اصلاح کی طرف امیر صاحب توجہ نہیں کریں گے اور آخری نتیجہ اس کا اُس گورنمنٹ کے لئے خود زحمتیں ہیں جو مُلّاؤں کے ایسے فتووں پر خاموش بیٹھی رہے'۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 18)

اور یہ عجیب پیش گوئی بھی فرمائی:

'یہ وحشیانہ عادات......قومِ افغان سے چھڑا دیں ورنہ اب دورِ مسیح موعود آ گیا ہے اب بہر حال خدا تعالیٰ آسمان سے ایسے اسباب پیدا کر دے گا'۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 19)

امیر نے کوئی اصلاحی قدم نہ اٹھایا بلکہ اسی سبب خود ایک احمدی کو شہید کرا دیا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

'عبدالرحمٰن شہید کے قتل کی بھی یہی وجہ ہوئی تھی کہ امیر عبدالرحمٰن نے خیال کیا تھا کہ یہ اس گروہ کا انسان ہے جو لوگ جہاد کو حرام جانتے ہیں'۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 53)

غالباً اتمامِ حجّت کے لئے اگلے امیر کو براہ راست اس پیغام کو سنوانے کا آسمانی سامان ہوا کہ جب حضرت سیّد عبداللطیف شہیدؓ کا مقدمہ پیش ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں انہوں نے:

'جتلا دیا کہ اب یہ زمانہ جہاد کا نہیں......اب یہ زمانہ دلائل کے پیش کرنے کا ہے۔تلوار کے ذریعہ سے مذہب کو پھیلانا جائز نہیں اور اب اس قسم کا پودہ ہرگز بارآور نہیں ہوگا بلکہ جلد خشک ہو جائے گا'۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 53)

اس نصیحت پر بھی کان نہ دھرا گیا اور حضرت سیّد عبداللطیف شہید رضی اللہ عنہ کو بے رحمی سے سنگسار کر کے شہید کر دیا گیا۔تب تقدیرِ الٰہی میں یہ قرار پا گیا کہ

'اے کابل کی زمین تُو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔اے بدقسمت زمین تُو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تُو اس ظلمِ عظیم کی جگہ ہے'۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 74)

یہ سب خبریں پوری ہوئیں: یہ سب آسمانی خبریں پوری ہوئیں۔اوّل امیر کی گورنمنٹ کے لئے زحمتیں پیدا ہوئیں۔امیر عبدالرحمٰن کا بیٹا امیر حبیب اللہ 46 سال کی عمر میں قتل ہوا اور پوتے امیر امان اللہ کو اندرونی بغاوت کے نتیجہ میں تخت سے دست بردار ہو کر افغانستان چھوڑنا پڑا اور یوں جنوری 1929ء میں اس خاندان کی حکومت ختم ہوگئی۔

پھر افغانوں کی اصلاح کے آسمانی اسباب بھی ظاہر ہوئے۔پہلے 1978ء میں روسی فوجیں ملک پر قابض ہوگئیں اور پھر ان کے مقابلہ کے لئے سات سمندر پار سے امریکہ در آیا۔اور اس کے بعد Nato اور ISAF کے تحت دنیا بھر سے فوجیں آئیں جن کا عمل دخل تین دہائیوں سے جاری ہے۔

رہی افغان قوم کی بدقسمتی تو یہ اَلَمْ نَشْرَحْ ہے۔وبائیں، جہالت، پسماندگی، فساد، بدامنی اور قتل و غارتگری اسی وقت سے اس قوم کا مقدّر بنی ہوئی ہیں۔دنیا بھر میں اپنے وطن کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں دربدر پھرنے والوں میں سب سے بڑی تعداد افغان مہاجرین کی ہے۔بدقسمتی سے دین کو بدنام کرنے والی حرکات میں یہ اب بھی پیش پیش ہیں۔

حاصل کلام: دہشتگردی اور انتہا پسندی کے اس سلسلہ کا اختتام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور منشاء الٰہی کے مطابق اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں ہے کہ جنگ و قتال کا یہ راستہ درست نہیں ہے۔قربانی کے جذبہ سے جہاد بالقرآن، جہاد بالقلم، جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کرنا ہی قرآنی حکمِ جہاد کی اصل روح ہے۔ہتھیار چھوڑ کر افہام و تفہیم اور برداشت اور رواداری کی راہ اپنانا ہی امن و آشتی کا واحد ذریعہ ہے۔اپنی اور اپنی آنے والی نسلوں کی بھلائی اور امن و سکون کی خاطر اس راہ کو فوری اپنانے میں ہی سب کی بھلائی ہے۔اور ایسا کرنے سے ہی ہر سمت پھیلی اس تباہ کن فصلِ ببول کی کٹائی ہو سکتی ہے اور وطنِ عزیز امن و آشتی کے پھولوں سے مہک سکتا ہے۔

حرف آخر: اس باب میں حرفِ آخر وہ راہنمائی ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پشاور کے واقعہ کے حوالے سے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 19 دسمبر 2014ء میں فرمائی ہے۔اس کے چند جملے یہ ہیں:

'کاش کہ مسلمان علماء کہلانے والے جنہوں نے جہاد اور فرقہ واریت کے نام پر ان شدت پسند گروہوں کو جنم دیا ہے اپنے قبلے درست کر کے اپنی نسلوں کو حقیقی اسلام کے بتانے والے بنیں اور ان شدت پسند گروہوں کی بیخ کنی کے لئے حقیقی اسلامی تعلیم کے ہتھیار کو استعمال کریں۔اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ زمانے کے امام کی بات مان کر حقیقی اسلام پر خود بھی عمل پیرا ہوں اور دوسروں کو بھی عمل کروائیں'۔

'ہم دنیا کو پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان ظلموں کے خاتمے کے لئے اپنے وعدے کے مطابق مسیح موعود کو بھیج دیا ہے جس نے جنگوں اور سختیوں کا خاتمہ کر کے پیار اور محبت کو پھیلانا تھا۔پس اس کی بات سنو تا کہ دنیا میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو لاگو کر سکو۔

''پس جب تک خدا تعالیٰ کی بات نہیں مانیں گے جب تک دشمنوں سے بھی انصاف کے معیار قائم نہیں کریں گے۔جب تک ہر سلام کرنے والے کو امن نہیں دیں گے جب تک اپنے بھائی چارے کے معیاروں کو قائم نہیں کریں گے جب تک حکومت رعایا کا خیال نہیں رکھے گی جب تک رعایا حکومت کی اطاعت گزار نہیں ہوگی۔جب تک خدا تعالیٰ کا خوف دلوں میں پیدا نہیں ہوگا اس وقت تک ایسے ظالمانہ واقعات ہوتے رہیں گے۔''

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19 دسمبر 2014ء)

☆......☆......☆

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

دنیائے مذاہب

{عصر حاضر کی مذہبی دنیا میں سامنے آنے والے واقعات سے انتخاب}

طارق حیات ۔ مربی سلسلہ احمدیہ

قسط نمبر 4

سعودی عرب میں اونٹ؟؟

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''پھر اپنی صداقت کے ثبوت کے طور پر قرآن کریم کی جو پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک پیشگوئی جو سواری کے متعلق ہے۔اس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ: ایک نئی سواری کا نکلنا ہے جو مسیح موعود کے ظہور کی خاص نشانی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکویر:05)۔یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔اور ایسا ہی حدیث مسلم میں ہے وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا۔یعنی اس زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور کوئی ان پر سفر نہیں کرے گا۔ایّام حج میں مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی طرف اونٹنیوں پر سفر ہوتا ہے۔اب وہ دن بہت قریب ہے کہ اس سفر کے لئے ریل تیار ہو جائے گی تب اس سفر پر یہ صادق آئے گا کہ لَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 205-206)

''ابھی تک لوگ یہی کہتے ہیں کہ جی وہاں تو ریلوے نہیں ہے۔لیکن وہاں ایک پراجیکٹ ہے جو اَب شروع ہؤا ہؤا اور ان کا خیال ہے کہ 2015ء کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔مکّہ اور مدینہ کے درمیان میں ریلوے لائن بن رہی ہے اور یہ بڑی فاسٹ ٹرین ہوگی۔تو نبی کے منہ سے جو باتیں نکلی ہوتی ہیں وہ پوری تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے چاہے بعض دفعہ وہ کچھ وقت کے بعد وہ پوری ہوں لیکن بہرحال سواریاں تو بیکار وہاں ہوئیں کیونکہ اس کی جگہ بسیں اور کاریں استعمال ہو رہی تھیں۔لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ریلوے لائن بھی اب بچھ رہی ہے۔کام ہو رہا ہے اور وہ بھی شروع ہو جائے گی۔''

''(خطبہ جمعہ، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن 12 دسمبر 2014ء صفحہ 6)

عرب ممالک میں صدیوں سے کارآمد اونٹ کی بجائے کسی بھی متبادل سواری کا عام ہونا ہی مذکورہ بالا آیت قرآن کریم اور صادق وامین صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ کی صداقت کے لئے کافی تھا۔لیکن کیا کیا جائے ناحق ضد کا!!امام وقت علیہ السلام کی دشمنی میں کلام اللہ اور نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی احترام جاتا رہا۔

سب جانتے ہیں کہ نزول قرآن کریم کے وقت کا عربستان اور عصر حاضر میں ممالک کی سیاسی حد بندیاں یقیناً مختلف ہیں۔دورجدید کی المملکۃ العربیہ السعودیہ کا رقبہ بیس لاکھ مربع کلومیٹر سے زیادہ ہے جس میں تین کروڑ کے قریب لوگ بستے ہیں۔ذیل میں صرف اس ملک کے ذرائع مواصلات کا خام سا نقشہ پیش ہے۔

سڑکیں: 1932ء میں مملکت کے معرض وجود میں آنے کے وقت یہاں 32 میل پختہ سڑک بھی نہ تھی لیکن اب پچاس ہزار کلومیٹر پختہ سڑک ہے جس میں سے تقریباً چار ہزار کلومیٹر ''ایکسپریس وے'' درجہ کی سڑک ہے۔جبکہ سرکاری طور پر ملک میں پونے دو لاکھ کلومیٹر کچی سڑکیں بھی بتائی جاتی ہیں۔

ملک کی بڑی سڑکوں پر حد رفتار 120 کلومیٹر ہے۔

متفرق: ذرائع مواصلات میں چھوٹے بڑے جہازوں کے لئے قریباً 200 پختہ و کچے رن ویز، عالمی معیار کی ایک درجن بندرگاہیں، اور تقریباً اتنے ہی ہیلی پورٹس اس کے علاوہ ہیں۔

ریلوے: **المؤسسة العامة للخطوط الحديدية** (Saudi Railways Organization) اکتوبر 1952 سے قائم ہے جو قریباً پونے پانچ فٹ گیج کے 1200 کلومیٹر لمبے ٹریک پر ساز و سامان اور مسافروں کے لئے متعدد ٹرینیں چلا رہا ہے نیز اب تو محکمہ ریلوے کی ویب سائٹ پر لگژری کوچز، جن میں وائی فائی کی بھی سہولت میسر ہے، کا اشتہار بھی دیا جا رہا ہے۔

عرب ممالک میں ساڑھے تین فٹ گیج کی ریلوے لائن والے ''حجاز ریلوے'' کا منصوبہ 1908ء میں شروع ہو کر 1915ء میں عالمی سیاست کی نظر ہو گیا تھا۔اس وسیع و طویل منصوبے کا ایک ہزار کلومیٹر سے زیادہ ٹکڑا مملکت اردن سے مدینہ منورہ تک شامل تھا۔اس ریلوے منصوبہ کا نکتہ آغاز دمشق، (شام) میں قریباً مرکز میں ''الحجاز ریلوے سٹیشن'' تھا جس میں اب شامی حکومت نے ریلوے کا انتظام موقوف کر کے میوزیم نما کتب خانہ قائم کر دیا تھا جو خاکسار کے مشاہدہ کے مطابق وسط مئی 2011ء تک زائرین کے لئے کھلا تھا۔

یوں تو معترضین کا اعتراض کب کا ہوا میں تحلیل ہو چکا ہے لیکن ریلوے کے شعبہ میں زیر تکمیل اور منظور شدہ منصوبوں میں سے ذیل میں صرف ''**قطار المشاعر المقدسہ**'' اور ''**الحرمین ہائے سپیڈ ریلوے پروجیکٹ**'' کا مختصر ذکر پیش ہے۔

☆......مکّہ مکرمہ میں ''**قطار المشاعر المقدسة**'' کا افتتاح 13 نومبر 2010ء کو ہوا۔یہ ہجری سال 1431 کا موسم حج تھا۔مبیّنہ طور پر دنیا کی اس تیز ترین میٹرو ٹرین سے مقامات مقدسہ میں جبل عرفات، مزدلفہ اور منیٰ کے باہمی فاصلے یوں سمٹے کہ مسافر ورطۂ حیرت میں گم ہو گئے۔چین ریلوے کارپوریشن کے تعاون سے پونے پانچ فٹ گیج کے اس اٹھارہ کلومیٹر لمبے ٹریک پر نو (9) سٹیشن بنائے گئے ہیں۔

☆......سعودی عرب میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ساڑھے چار سو کلومیٹر طویل **الحرمین ہائی سپیڈ ریلوے پراجیکٹ** کی تکمیل دسمبر 2015ء تک متوقع ہے۔جس میں پونے پانچ فٹ گیج کے دو ٹریک بچھائے جا رہے ہیں جن پر تین سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے ٹرین دوڑے گی راستے میں پانچ سٹیشن ہونگے۔

مارچ 2009ء سے شروع ہونے والا یہ منصوبہ بوجوہ

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح تمدّن کی بنیاد رکھی
......از صفحہ نمبر 4

برداشت کرے۔ اس لئے اسلام نے پہلے دن سے عورت کے ہاتھ میں مال دے دیا۔ جس دن شادی ہوتی ہے خاوند کا مال کم ہو جاتا ہے کیونکہ اسے مہر کے علاوہ اور بھی اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن نکاح کے ساتھ ہی عورت کا مال بڑھ جاتا ہے۔ گویا وہ اسی دن سے اس لحاظ سے خاوند کے بے جا تصرّف سے آزاد ہو جاتی ہے اور اس طرح جو جھگڑے وغیرہ یورپ میں پیدا ہو رہے ہیں اسلام نے پہلے دن سے ہی ان کا انسداد کر دیا۔

پھر مرد و عورت کے تعلقات میں ایک وجۂ فساد یہ ہوتی ہے کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں میرا بچہ نہیں اور یہ ایک ایسا نازک معاملہ ہے جس کا علاج کوئی نہیں کیونکہ اس بات کا کسی کے پاس کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ میاں بیوی فی الواقعہ باہم ملے۔ بعض لوگوں نے اس کے لئے بعض ذرائع تجویز کئے لیکن وہ نہایت گندے ہیں۔ مثلاً بعض اقوام میں یہ رواج ہے کہ ملوّث پارچات دکھاتے ہیں۔ لیکن یہ نہایت ہی خطرناک طریق ہے اور اس میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ بعض عورتوں کا خون نکلتا ہی نہیں اور چونکہ سب لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے گندے کپڑوں کی نمائش سے ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ عورت بدکار تھی حالانکہ وہ ایسی نہیں ہوتی۔ **شریعت اسلامیہ نے اس کے لئے کیا لطیف طریق رکھا ہے اور وہ یہ کہ جب میاں بیوی ملیں تو اگلے روز ولیمہ کی دعوت کی جائے۔** اس طرح بغیر ایک لفظ منہ سے نکالے یہ اعلان ہو جاتا ہے کہ میاں بیوی آپس میں مل گئے ہیں۔

پھر ایک بات اسلام نے یہ رکھی کہ نکاح سے قبل استخارہ کر لو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اہم امر میں استخارہ کا حکم دیا ہے بالخصوص شادی کے بارے میں۔ (بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء عند الاستخارة) اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جلد بازی کے بُرے انجام سے انسان بچ جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی مدد حاصل کر سکتا ہے۔ جلد بازی سے بھی کئی جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بڑا اچھا رشتہ ہے آج ہی کر لو۔ لیکن مقصد ان کا یہ ہوتا ہے کہ ان کے عیوب ظاہر نہ ہونے پائیں۔ لیکن اگر سات روز تک استخارہ کیا جائے تو اس عرصہ میں اور لوگوں سے بھی شادی کا ذکر آئے گا اور اس طرح بات کھل جائے گی۔ پھر استخارہ کی وجہ سے جذبات دب جاتے ہیں اور انسان روحانی تصرّف کے ماتحت ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے علاوہ ہے۔

شادی کے بعد پھر میاں بیوی کے تعلقات شروع ہو جاتے ہیں۔ اس میں بھی اسلام کا دیگر مذاہب کی تعلیم سے تصادم ہوتا ہے۔ باقی سب مذاہب اسے ناپاک قرار دیتے ہیں۔ وہ اس کی اجازت بھی دیتے ہیں مگر اس کے باوجود اسے ادنیٰ اور ذلیل قرار دیتے اور شادی نہ کرنے کو بہتر سمجھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ فطرت سے مجبور ہو کر ان تعلقات کو قائم بھی کیا جاتا ہے مگر چونکہ دل میں یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ ناپاک تعلقات ہیں اس لئے دل پر زنگ لگتا رہتا ہے کہ ہم یہ بُرا کام کر رہے ہیں۔ گاندھی جی نے لکھا ہے مَیں جب بھی بیوی کے پاس جاتا تو میرے دل پر ایک بوجھ ہوتا کہ میں بُرا کام کر رہا ہوں۔ آخر ہم نے قسم کھائی کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے یہ ہندو دھرم کی تعلیم کا اثر تھا۔ ایک طرف تو فطرت میں ایسا جذبہ ہے۔ پھر اولاد کی خواہش ہوتی ہے۔ صحت کے لئے بھی ضروری ہوتا ہے لیکن دوسری طرف یہ خیال ہوتا ہے کہ بری بات ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ کام کرتے بھی ہیں اور دل سیاہ ہوتا جاتا ہے کہ ہم برا کام کر رہے ہیں۔ اسلام نے بتایا کہ یہ خیال غلط ہے۔ اگر اس خیال کے ماتحت تعلقات قائم کرو گے تو بچہ کے دل میں بھی یہ خیال ہوگا اور گناہ کی مُہر لے کر رحِم مادر سے نکلے گا۔ اس کی بنیاد ہی گناہ پر ہوگی اور وہی مثال ہوگی کہ

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریّا مے رَوَد دیوار کج

بچے کی پیدائش کی بنیاد ہی جب گند پر ہوگی تو اس کا دل کبھی پاک نہ ہو سکے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تعلقات پاکیزہ ہیں اور جو شادی نہیں کرتا وہ غلطی کرتا ہے۔ رہبانیت پسندیدہ چیز نہیں۔ جس شخص نے شادی نہ کی اور وہ مر گیا فَھُوَ بَطَّالٌ اس کی عمر ضائع گئی۔

غرض آپؐ نے بتایا کہ یہ تعلق گندہ نہیں بلکہ انسانی صحت اور دماغی ترقی کا منبع ہے۔ میاں بیوی گویا پاکیزہ محبت کا مدرسہ اور محبت کی پہلی کڑی ہیں اور **اسلام نے یہ کہہ کر کہ یہ پاکیزہ تعلقات ہیں گناہ کے احساس کو مٹا دیا۔** گناہ کے احساس کی وضاحت کے لئے ایک مثال دے دیتا ہوں۔ فرض کرو کہ ایک شخص کہیں سفر پر جا رہا ہے سٹیشن پر آ کر گاڑی میں بیٹھ گیا بعد میں بیوی کو خیال آیا کہ میاں کو کھانے کی تکلیف ہوگی اس نے کھانا تیار کر کے کسی کے ہاتھ سٹیشن پر بھیج دیا۔ گاڑی روانہ ہو رہی تھی اور وہ بمشکل کھانے کو اس ڈبہ میں رکھ سکا جس میں میاں بیٹھا ہے لیکن اسے اطلاع نہ دے سکا۔ دوران سفر میں اسے بھوک لگتی ہے اور وہ کھانا کھانے لگ جاتا ہے لیکن ساتھ ہی اسے یہ احساس ہے کہ ممکن ہے یہ کسی اور کا ہو۔ اس صورت میں اگرچہ کھانا اسی کا ہے لیکن اس احساس کی وجہ سے اس کے دل پر چوری کا زنگ لگتا جائے گا۔ تو اصل چیز احساس ہوتا ہے اور اسلام نے ان تعلقات سے گناہ کے احساس کو مٹا دیا۔

اور پھر یہ بتایا کہ شادی محبت کے اجتماع کا نام ہے اور چونکہ محبت جب پورے جوش پر ہو تمام دوسرے تعلقات دب جاتے ہیں اس لئے شریعت نے حکم دیا کہ جب میاں بیوی ملیں تو دعا کریں اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (بخاری کتاب الدعوات باب ما یقول اذا اتی اھلہ) یعنی اے اللہ ہمیں بھی شیطان سے بچا اور اس میل کے نتیجہ میں اگر کوئی اولاد ہونے والی ہے تو اسے بھی بچا۔ میاں بیوی کی محبت پاک ہی سہی مگر ایسا نہ ہو کہ ادنیٰ خیالات اعلیٰ پر غالب آ جائیں اور اس طرح محبت کے جذبات کے غلبہ کے باعث جس نقصان کا احتمال ہو سکتا تھا اس کا بھی انسداد کر دیا۔

پھر اس موقع پر جس قدر توجہ ایک دوسرے کی طرف ہوتی ہے اس کے نتیجہ میں روحانی طاقتیں باہر کی طرف جاتی ہیں۔ میاں بیوی کا یہ تعلق ایسا ہوتا ہے کہ ایک دوسرے میں جذب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں ایسی رو پیدا ہوتی ہے کہ دماغی توجہات کو ایک ہی طرف بدل دیتی ہے اس کے لئے اسلام نے غسل رکھا تا ایسا نہ ہو کہ دماغ اس طرف لگا رہے بلکہ جسم ٹھنڈا ہو کر بھاپ بند ہو جائے۔ گویا غسل ان نقائص کو دُور کرنے کے لئے ہے جو باہم ملنے سے قدرتی طور پر پیدا ہو سکتے تھے۔ اور غسل کے ذریعہ پھر ان طاقتوں کو مجتمع کر دیا تا دوسری طرف ان کو لگایا جا سکے۔

پھر ان تعلقات کو محدود کیا۔ بعض حالتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں میاں بیوی کا آپس میں ملنا درست نہیں ہوتا۔ بعض شرائع نے ایسی حالت کو گند قرار دیا ہے اور تورات کا حکم ہے کہ جب عورت حائضہ ہو تو اسے الگ رکھا جائے اور ہاتھ تک نہ لگایا جائے۔ بعض نے یہ حکم دیا ہے کہ ہر وقت مرد و عورت مل سکتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں باتیں تمدّن کے لئے تباہ کن ہیں۔ اگر بالکل علیحدہ کر دیا جائے تو عورت حقیر اور ذلیل خیال کی جائے گی اور اگر ملنے کی اجازت ہو تو یہ دونوں کی صحت کے لئے تباہ کن ہے۔ اس لئے اسلام نے یہ تعلیم دی کہ ھُوَ اَذًی (البقرة:223) تکلیف کی چیز ہے۔ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ لیکن عورت ایسی ہی پاک ہے جیسے تم۔ گویا ایک طرف تو علیحدگی کا حکم دیا تا قوتیں پھر نشو و نما پائیں اور دوسری طرف گند کے نقصانات سے آگاہ کر دیا۔

پھر بہت سے فتنے اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ بعض مذاہب میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ عورت کی روح اَور ہے اور مرد کی اَور۔ بلکہ بعض عیسائیوں میں تو یہ خیال بھی ہے کہ عورت کی روح ہوتی ہی نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا مِنْ اَنْفُسِکُمْ (النحل: 73) جیسی روح تمہاری ہے ویسی عورتوں کی ہے۔ اب دیکھو! کیسی امن کی تعلیم ہے۔ عام طور پر اس لئے لڑائی جھگڑا ہوتا ہے کہ مرد سمجھتے ہیں عورت میں حِسّ ہوتی ہی نہیں۔ اچھا کھانا، پہننا، سیر و تفریح سب اپنے لئے ہے۔ ایسے لوگ عورت کو جب چاہیں مار پیٹ لیں گے اور بلا وجہ اپنی سیادت جتاتے رہیں گے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ عورت میں حِسّ نہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل فرمایا کرتے تھے پنجاب میں تو عام طور پر عورت کو جوتی سمجھا جاتا ہے لیکن قرآن کریم نے بتایا کہ مِنْ اَنْفُسِکُمْ تم میں اور عورت میں کوئی فرق نہیں۔ جس طرح بُری بات تمہیں بُری لگتی ہے اس طرح اس کو بھی بُری محسوس ہوتی ہے اور اسے بھی تمہاری طرح ہی اچھی باتوں کی خواہش ہے۔

یہ مضمون تو بہت لمبا ہے اور ابھی مَیں نے اس کا پہلا حصہ ہی بیان کیا ہے مگر چونکہ مغرب کا وقت ہو چکا ہے اس لئے اسے بند کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں توفیق دے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی شان کو دنیا میں پیش کر سکیں۔ تا وہ لوگ بھی جو اِس سے اِس وقت دُور ہیں قریب ہو جائیں اور ساری دنیا اس اخوّت میں پروئی جائے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور وہ لڑائی جھگڑے دُور ہو جائیں جنہوں نے ایک آدم کی اولاد کو دو کیمپوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔

(انوار العلوم جلد 12 صفحہ 525 تا 541)

☆......☆......☆

بقیہ: کینیا میں دو مساجد کا افتتاح
......از صفحہ نمبر 2

باجماعت ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی پیاری کتاب قرآن کریم کو سیکھنے اور پھر سکھانے کی بھرپور سعی کرنی چاہئے۔ اللہ اِس مسجد کو ہمارے اندر مزید پیار و محبت بڑھانے کا ذریعہ بنائے۔

دعا کے ساتھ اِس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا جس کے بعد احباب کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ ایک بجے نماز ظہر باجماعت ادا کرنے کے بعد قافلہ زووُونی کی مسجد کے افتتاح کے لئے روانہ ہوا۔ اس پروگرام میں قریبی پانچ جماعتوں کے احباب بھی شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے افتتاحی تقریب کی کُل حاضری 238 رہی۔ الحمد للہ۔

احمدیہ مسجد زووُونی (Nzovuni)

زووُونی (Nzovuni) بھی کوسٹ ریجن میں کوالے (Kwale) کاؤنٹی کی ایک جماعت ہے جہاں کے بعض لوگوں کو 1994ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ سب سے پہلے مزے سالم لیوا (Salim Lewa) صاحب کو قبولِ احمدیت کی توفیق ملی اور پھر رفتہ رفتہ جماعت پھیلتی گئی۔ آغاز میں احبابِ جماعت ایک چھوٹی سی جگہ پر نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ 2001ء میں ایک مخلص دوست مکرم بکاری گوڈا (Bakari Ngoda) صاحب نے برلبِ سڑک جماعت کو ایک ایکڑ کا پلاٹ تحفۃً پیش کیا جسے جماعت نے قبول کیا لیکن بعض وجوہات کی بنا پر وہاں فوری طور پر پختہ مسجد تعمیر نہ ہو سکی۔ بالآخر 2011ء میں مکرم ناصر محمود صاحب مبلغِ سلسلہ کی کوششوں سے یہاں مسجد تعمیر ہوئی۔

احمدیہ مسجد زووُونی (Nzovuni) کینیا

اِس مسجد کی تعمیر کا کُل خرچ مکرم قریشی طارق منصور صاحب ابن مکرم قریشی عبدالمنان صاحب مرحوم اور اُن کی فیملی کے بعض افراد نے اپنے پڑنانا سیٹھ محمد گاؤز صاحب مرحوم حیدر آباد دکنی کی طرف سے ادا کیا۔ مسجد کی تعمیر کا کام اکتوبر 2011ء میں شروع ہوا اور فروری 2012ء میں مکمل ہوا۔

مکرم امیر صاحب کے ہمراہ قافلہ بومانی سے روانہ ہو کر تقریباً تین بجے سہ پہر زووُونی پہنچ گیا۔ لوکل احبابِ جماعت اور بچوں نے نعروں، ترانوں اور قصیدہ پڑھ کر مہمانوں کا بھرپور استقبال کیا۔

زووُونی میں افتتاحی تقریب کا آغاز تین بجے سہ پہر ہوا۔ مکرم امیر صاحب، لوکل صدر صاحب اور لوکل چیف نے مسجد کے احاطے میں یادگار کے طور پر پودے لگائے۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی۔

افتتاحی پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم اور نظم سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب زووُونی نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا۔

بعد ازاں مکرم قاسم اوپونیو صاحب معلم نے جماعتِ احمدیہ زووُونی کی تاریخ اور مسجد کی تعمیر کی رپورٹ پیش کی۔

اِس کے بعد مکرم عمر سالم صاحب معلم نے ''نماز کی اہمیت اور احمدیوں کی ذمہ داریاں'' کے عنوان پر تقریر کی۔

پھر وہاں کے چیف مکرم رمضان صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں احمدیت کی پُرامن تعلیم سے کافی متأثر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ خوبصورت مسجد مبارک کرے۔

مکرم قریشی طارق منصور صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور احبابِ جماعت کو مسجد سے محبت اور لگاؤ کی تلقین کی۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے خطاب کیا۔ آپ نے احبابِ جماعت اور دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ جماعتِ احمدیہ کا مساجد تعمیر کرنے کا واحد مقصد خالق و مالک کی پہچان اور اُس سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ آپ نے دعا کی کہ اللہ آپ کی عبادتوں کو قبول فرمائے۔ اِس مسجد کو حقیقی اسلام کی تبلیغ و تربیت کا مرکز بنا دیں۔ آپ نے کہا کہ دُنیا امن کی تلاش میں ہے۔ آپ آگے بڑھ کر اُنہیں حضرت مسیح موعودؑ کا محبت بھرا پیغام پہنچائیں اور خلیفۂ وقت کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے اپنے فرائض کو پہچانیں اور خدا کا قرب حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اپنے خطاب کے آخر پر آپ نے دعا کروائی۔ اِس پروگرام میں قریبی تین جماعتوں کے احباب بھی شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افتتاحی تقریب کی کُل حاضری 194 رہی۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن مساجد کو اسلام احمدیت کے نور کو حقیقی طور پر پھیلانے کا ذریعہ بنائے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اِس روحانی مائدہ سے مستفیض ہوں۔

☆......☆......☆

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر152)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اکتوبر، نومبر 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے اور جلد از جلد ان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

....

تقریب شادی میں مدعو کر کے پھر نکال دیا!

ننکانہ، 12/اکتوبر 2014ء: ننکانہ میں رہنے والے ایک احمدی اسکول ٹیچر ناصر احمد مبشر کو ان کے غیر احمدی ساتھی استاد نے اپنے بچوں کی شادی کی تقریب میں شمولیت کی دعوت دی۔ 12/اکتوبر کی شام کو ناصر احمد جب اس تقریب میں پہنچے تو مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت کی تنظیم سے منسلک ایک اور ٹیچر نے جس کا نام شاہین بتایا جاتا ہے ناصر احمد کو دیکھنے پر اعتراض اٹھایا کہ اس تقریب میں ’قادیانی‘ کو کیوں مدعو کیا گیا ہے؟ اس شرانگیزی میں اس نے بعض دیگر مدعوین کو بھی شامل کر لیا۔ اس پر اس تقریب کے منتظم اور مہمان نواز نے ناصر احمد سے واپس چلے جانے کا کہتے ہوئے کہا کہ مبادا حالات اور خراب نہ ہو جائیں، آپ اس تقریب سے چلے جائیے۔ صرف احمدی ہونے کی بِنا پر اس ناروا سلوک کو خوش اسلوبی سے برداشت کرتے ہوئے ناصر احمد اس تقریب سے واپس چلے گئے۔

مشکوک شخص

کراچی، 25/ اکتوبر 2014ء: کراچی میں گلشنِ جامی میں واقع احمدیہ مسجد میں ڈیوٹی پر موجود ایک خادم کے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا۔ 25/اکتوبر کو ایک مشکوک شخص مسجد پہنچا اور ڈیوٹی پر موجود خدام کے انچارج سے کہنے لگا کہ وہ احمدی ہونا چاہتا ہے۔ اسے رقم کی بڑی شدید ضرورت ہے اور اسے معلوم ہوا ہے کہ جو شخص احمدی ہو احمدی اس کی مالی امداد کرتے ہیں۔ لیکن بہرحال احمدی ہونے کے لئے اس کی نیّت نیک ہے۔

اس پر ڈیوٹی پر موجود انچارج نے اس شخص سے کہا کہ اس وقت کسی متعلقہ شخص سے ملنا مشکل ہے اس لئے کسی اور وقت آئے۔ نیز اس کے بارے میں مزید جاننے کے لئے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے اور اپنے ساتھ شاہراہِ فیصل تک چھوڑنے چل پڑے۔ راستے میں وہ ایک ریسٹورانٹ میں رکے۔ یہاں پر اس مشکوک شخص کی اصلیت کھلی جب اس نے جیب سے دو پستول نکال لئے۔ احمدی خادم نے معاملہ فہمی سے کام لیتے ہوئے پرسکون انداز میں اسے یقین دہانی کروادی کہ وہ ایک نومبائع ہیں اور ابھی بھی احمدیت کی سچائی پر تحقیق کر رہے ہیں، اس پر مشکوک آدمی نے انہیں مبارکباد دی کہ تمہاری جان بچ گئی ورنہ مَیں تمہیں جان سے مار ہی دینے والا تھا۔ اس نے اس احمدی کو مزید بتلایا کہ وہ سنّی تحریک کی ماڈل کالونی برانچ کا انچارج ہے اور اسے ایک ٹارگٹ پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پھر اس نے اس احمدی دوست کو اپنے دو فون نمبر دیے کہ کبھی بھی اگر انہیں کسی بھی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو وہ اس سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

احمدیہ مسجد hit list پر

لاہور: باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ نومبر کے مہینہ میں متعدد دہشگردوں کو لاہور اور اس کے گرد و پیش سے گرفتار کیا گیا ہے۔ ان سے تفصیلی پوچھ گچھ کرنے پر معلوم ہوا کہ جماعتِ احمدیہ کی مساجد اور نماز سنٹر ان کی hit list پر ہیں۔ اور ان کا ارادہ وہاں پر نماز کے لئے آنے والے احمدیوں پر حملہ کرنے کا تھا۔

ان دہشتگردوں نے پولیس کو مزید بتایا کہ وہ کچھ عرصہ سے یہاں رہ رہے تھے اور ان کا تعلق تحریک طالبان پاکستان سے ہے نیز یہ کہ کچھ مشہور مذہبی جماعتوں مثلاً جماعتِ اسلامی اور سپاہ صحابہ پاکستان وغیرہ سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ ان کی سپورٹ کر رہے ہیں۔

قبر کشائی کا مطالبہ

راؤ کے، ضلع نارووال، نومبر 2014ء: یہ 3/نومبر کے روز کی بات ہے کہ ایک احمدی محمد بوٹا بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ان کی تدفین کے موقع پر بعض شر پسند غیر احمدیوں نے ایک ’قادیانی‘ کی مشترکہ قبرستان میں تدفین پر سوالات اٹھائے۔ یہ قبرستان چونکہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کا مشترکہ قبرستان تھا اس لئے گاؤں کے سرپنچ نے فیصلہ دیا کہ اس دفعہ تو احمدی یہاں پر تدفین کر لیں لیکن آئندہ کے لئے اپنے الگ قبرستان کا انتظام کر لیں۔ اس پر مرحوم کی تدفین اس قبرستان میں کر دی گئی۔

دس روز بعد ایک ملّاں محمد یعقوب اور ارشد ربّانی نے ڈی پی او کے دفتر میں ایک درخواست جمع کروائی کہ محمد بوٹا کی میّت کو اس قبرستان سے نکالا جائے۔ انہوں نے ڈی پی او کے دفتر کے سامنے اس بات کو لے کر ’احتجاج‘ بھی کیا۔ اس پر ڈی پی او نے اس گاؤں کا دورہ کیا اور اس معاملہ کو صلح صفائی سے حل کروانا چاہا لیکن غیر احمدی کسی بھی بات پر راضی نہ ہوئے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہمارے ’علماء‘ جنہوں نے کسی بھی احمدی کو ہمارے قبرستان میں دفن ہونے کی ممانعت کی ہے اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو اس بارے میں بات ہو گی۔ ابھی تک اس معاملہ کا کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکا۔

دھمکی آمیز خطوط

لاہور، 25/نومبر 2014ء: لاہور میں رہنے والے بعض احمدی افراد اور بعض احمدی جماعتوں کو جماعتِ اسلامی کے لیٹر ہیڈ کے اوپر لکھے گئے دھمکی آمیز خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ کا خلاصہ درج ذیل ہے:

☆ کسی نامعلوم شخص نے جماعتِ احمدیہ اقبال ٹاؤن کے نماز سنٹر میں ایک خط پھینک دیا۔ اس میں درج تھا، ’اس نماز سنٹر میں نماز پڑھنا چھوڑ دو بصورتِ دیگر یہاں پر حملہ کر دیا جائے گا۔ تمہارے پاس دو سے تین روز ہیں۔‘

☆ ایک اور دھمکی آمیز خط اقبال ٹاؤن میں رہائش پذیر احمدی بھائیوں عرفان مسعود اور عاصم احمد کے گھر میں پھینکا گیا۔ اس میں تحریر تھا کہ تم دونوں بھائی اپنی جماعتی مصروفیات سے باز نہیں آ رہے۔ اب تمہیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ تم چوبیس گھنٹے کے اندر اندر یہ علاقہ چھوڑ جاؤ بصورتِ دیگر تمہیں بہت افسوسناک نتائج بھگتنے پڑیں گے۔

☆ ایک اور دھمکی آمیز خط میں لکھا تھا ’او قادیانیو! تمہارے اس مرکز میں تمہاری کافرانہ سرگرمیاں رکنے میں نہیں آ رہیں۔ اگر تم اپنی کافرانہ حرکتوں سے فوری طور پر باز نہ آئے تو تمہارے نماز سنٹر پر حملہ کر دیا جائے گا‘۔

☆ ایک اور خط میں لکھا تھا ’تم اپنی کارروائیوں سے باز نہیں آ رہے۔ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر یہ جگہ خالی کر دو بصورتِ دیگر نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔‘

ان خطوط کے وصول ہونے پر دو احمدیوں عرفان احمد اور عاصم احمد نے پولیس میں جماعتِ اسلامی کے خلاف ایف آئی آر رجسٹر کروادی۔ پولیس نے جب اس سلسلہ میں جماعتِ اسلامی سے رابطہ کیا تو انہوں نے جواباً اس خط کی کوئی بھی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ کسی نے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے یہ دھمکی آمیز خطوط جماعتِ اسلامی کے لیٹر پیڈ پر لکھ کر بھیج دیے ہیں۔

لیّہ میں ختمِ نبوّت کانفرنس

چوک اعظم ضلع لیّہ: یہاں پر ختمِ نبوّت کی تنظیم کی طرف سے ایک بہت بڑا جلسہ کیا گیا۔ یہ جلسہ دوپہر کو شروع ہو کر رات گئے تک چلتا رہا۔ لگ بھگ پانچ ہزار لوگ اس میں شامل ہوئے۔

معمول کے مطابق ملّاں نے اس جلسہ میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف جھوٹی سچی باتیں کر کے عوام کے جذبات کو مشتعل کیا۔ اس کانفرنس میں تقریر کرنے والے مُلّاؤں نے لوگوں کو احمدیوں سے بائیکاٹ کرنے کا کہا۔ تقاریر کے علاوہ اس موقعہ پر ہزارہا کی تعداد میں پمفلٹس اور دیگر لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا جس میں فرقہ واریت کو ہوا دینے والا مواد موجود تھا۔ احمدیوں سے بائیکاٹ کا خاص طور پر کہا گیا تھا۔ سرکاری تنخواہ دار ملّاں مفتی منیب الرحمٰن جو کہ پاکستان کی رؤیتِ ہلال کمیٹی کا چیئر مین بھی ہے اس موقع پر موجود تھا۔ اس نے بھی جماعتِ احمدیہ کے خلاف تقریر کی۔ اس موقع پر عوام کے ٹیکس سے تنخواہ پانے والا ایک ملازم عوام میں تفرقہ اور انتشار پھیلانے کا کام کر رہا تھا۔ پاکستان میں اس قسم کے کئی معاملات دیکھنے میں آتے ہیں کہ سرکار کے خدمتگار ہوتے ہوئے بھی بعض لوگ ملکِ پاکستان کے مفاد کے سراسر خلاف کام کرتے نظر آتے ہیں۔

ایک ملّاں عامر محمد نے اپنی تقریر میں ایک احمدی سب انسپکٹر عزیز احمد کے خلاف لوگوں کو اشتعال دیتے ہوئے کہا کہ اسے اس کی نوکری سے معطل کر کے ضلع بدر کر دیا جائے۔ اگر انتظامیہ کی جانب سے ایسا نہ کیا گیا تو تم لوگوں میں سے کوئی بہادر اسے قتل کر کے غازی علم الدین اور ممتاز قادری کی کہانی کو دہرائے۔ اور اس پر اس نے کہا کہ سارے حاضرین میں سے جو اسے قتل کرنے کے لئے اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر پیش کرتے ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔ اس پر تمام حاضرین کھڑے ہو گئے۔

اگرچہ یہ ملّاں ایک بہت بڑے جرم کا ارتکاب کر چکا ہے جس کی سزا ایک لمبی قید ہو سکتی تھی لیکن پولیس نے اس کے خلاف ایک بہت ہی معمولی نوعیت کی دفعہ 16-MPO کے تحت مقدمہ درج کرنے کی سفارش کی ہے جس پر اگر اسے سزا ہو بھی گئی تو چند ہفتے کے لئے قید کے علاوہ اور کچھ نہ ہو گی۔

نارووال میں ختمِ نبوّت کانفرنس

سدووالہ پانواں، ضلع نارووال؛ یکم نومبر 2014ء: جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے یہاں پر ختمِ نبوّت کے نام پر ایک اینٹی احمدیہ کانفرنس کی۔ مختلف شہروں سے تعلق رکھنے والے ملّاؤں نے اس میں تقاریر کیں۔ لاہور سے تعلق رکھنے والے ملّاں تنویر حسن نے ایک ’منفرد‘ قسم کا دعویٰ کر دیا۔ اس نے کہا ’ہماری امّت خیرِ امم ہے۔ ہم سے پہلے گزرنے والی امتوں نے ایک یا دو گناہ کیے تو انہیں عذاب نے آ لیا۔ ہم ان سے کئی زیادہ گناہ کر رہے ہیں لیکن ہم پر کوئی عذاب نہیں آ رہا، کیوں! کیونکہ ہم ختمِ نبوّت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم جو مرضی کرتے رہیں ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا لیکن ہم حرمتِ رسول کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہیں کریں گے۔‘ اس نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بھی گستاخی آمیز کلمات کہے۔ اس ملّاں کے اس بیان کو اسلام کی خوبصورت اور بے مثال تعلیم کے آئینے میں دیکھنے سے ’ملّاں‘ کی علمی اور مذہبی پستی کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

دیگر ملّاؤں نے بھی احمدیوں سے بائیکاٹ اور احمدیوں کی تیار کردہ مصنوعات کو استعمال نہ کرنے کی بات کی۔

پولیس کی کارروائی

لاہور، 13/نومبر 2014ء: اقبال محمود صبح کی نماز پڑھنے کے لئے اپنی کار پر فیصل ٹاؤن کے نماز سنٹر پر آئے۔ دیگر احمدی بھی یہاں پر پہنچنے لگے۔ جب نماز شروع ہوئی تو کچھ پولیس والوں نے جو وہاں پر پٹرول کر رہے تھے بہت سارے لوگوں کو صبح کے وقت ایک ہی عمارت میں داخل ہوتا دیکھ کر اس نماز سنٹر پر دھاوا بول دیا۔ دروازہ زور زور سے کھٹکھٹاتے ہوئے چوکیدار سے دروازہ کھولنے کا کہا اور اسے کہا مزید نفری کو بلوایا جا رہا ہے۔ چوکیدار نے معلوم کرنے پر کہ پولیس ہے دروازہ کھول دیا۔ اس پر وہ اس گھر میں داخل ہو گئے اور چوکیدار سے پوچھ گچھ کرنے لگے۔ اس دوران نماز ختم ہو گئی اور احمدی نماز سنٹر سے باہر نکلنے لگے۔ ایک احمدی سفیر احمد نے پولیس والوں کو اپنا تعارف کروایا کہ وہ بھی سرکاری ادارے میں ملازمت کرتے ہیں نیز اس نماز سنٹر کی تفصیلات سے پولیس کو آگاہ کیا۔ اس پر پولیس والوں نے شرمندگی کا اظہار کیا۔

............................(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ

ماہنامہ ’’تحریک جدید ربوہ اگست 2010ء میں حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ کا تفصیلی ذکرخیر مکرم شکیل احمد ناصر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ پٹیالہ کے ایک گاؤں ’سید خیری‘ میں 30/اپریل 1868ء کو ایک شیعہ خاندان میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی آپ کو آنکھوں کی بیماری ہوگئی۔ بعد ازاں چیچک ہوگئی اور نظر کو بہت نقصان پہنچا۔ بہرحال ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے لدھیانہ جاکر خوش نویسی میں مہارت حاصل کی۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی پروف ریڈنگ کرنے میں اس فن سے بہت مدد ملی۔

بچپن سے ہی حضرت میر صاحب کو امام مہدی کی آمد کا بشدّت انتظار تھا۔ 1883ء میں صرف چودہ سال کی عمر میں آپ نے اس مقصد کے لئے چلّہ کشی کرنا چاہی۔ لیکن پہلی ہی رات خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو امام مہدی کی زیارت کروادی۔ تب آپ نے چلّہ ختم کرکے استخارہ کیا کہ آپ امام مہدی کو کہاں تلاش کریں۔ استخارہ کے نتیجہ آپ کو بتایا گیا کہ اس مقصد کے لئے کوئی فرق نہیں ہوگا خواہ آپ کہیں جائیں یا اسی جگہ ٹھہریں۔ پھر جب آپ نے ستارہ ذوالسنین دیکھا تو امام مہدی سے ملنے کی تڑپ مزید بڑھ گئی۔

1886ء میں آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ’سرمہ چشم آریہ‘ کے ذریعہ حضورؑ کا تعارف ہوا لیکن چونکہ اُس وقت حضورؑ نے دعویٰ نہیں فرمایا تھا اس لئے میر صاحب کے لئے یہ عام بات ہی رہی۔ 1889ء میں آپ نے سبز اشتہار پڑھا تو اس میں پیشگوئی مصلح موعود کے ساتھ حضورؑ کے دعویٰ کی بھی خبر آپ کو ملی۔ عوام کے برعکس آپ کا مؤقف تھا کہ اگر حضورؑ کو بذریعہ وحی خبریں دی جاتی ہیں تو اس پر عوام کو ردّعمل نہیں دکھانا چاہئے۔ تاہم آپ نے حضورؑ کو قبول نہیں کیا۔ اس دوران شیعہ اور سنّی علماء کے بہت سے مباحثے سنے اور یہی نتیجہ نکالا کہ دونوں روحانیت سے عاری ہوچکے ہیں۔ پھر آپ نے ’’براہین احمدیہ‘‘ بھی پڑھی اور مقابلۃً سرسید احمد خان صاحب کی تحریرات کا بھی مطالعہ کیا جنہیں روحانیت سے خالی پایا۔ چنانچہ آپؓ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط میں اپنے دل کی کیفیات قلمبند کیں اور درخواست کی کہ مفصّل طور پر اپنے عقائد و دعاوی سے مطلع فرمائیں۔ جواب میں آپ کو حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کا خط ملا جس میں حضور علیہ السلام نے لکھوایا تھا کہ دعاوی سے متعلق کتب بھجوائی جارہی ہیں اور فرمایا تھا کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا پر بہت زور دیں۔

حضورؑ کا خط ملنے پر آپ نے استخارہ شروع کردیا تو ایک روز ایک غیرمعمولی کشف کے ذریعہ آپ کو حضور علیہ السلام کی صداقت کی خبر دی گئی۔ چنانچہ مارچ 1893ء میں آپ کو قبولِ احمدیت کی سعادت ملی۔ آپؓ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور لیکھرام کو بھی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ایک بار آریوں کی مجلس میں بہت تعلیم یافتہ افراد کو دیکھ کر آپ نے گھبراکر دعا کی تو کشفاً آپ نے دیکھا کہ دائیں طرف ایک کرسی پر خدا تعالیٰ تشریف فرما ہے۔ چنانچہ اس مجلس کے دوران ہر ایسے سوال پر جس کا جواب آپ کو نہیں آتا تھا، آپؓ نے دعا کی تو اسی وقت جواب آپ کو سکھا دیا گیا۔

1901ء میں آپؓ قادیان میں ہی آبسے اور حضورؑ کی لائبریری و لنگرخانہ کے انچارج کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ایک بار حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ نے آپؓ کو بتایا کہ انہوں نے حضورؑ سے ایک کتاب مانگی تو حضورؑ نے فرمایا کہ ہمارے سید مہدی حسین صاحب باہر گئے ہوئے ہیں اور جب وہ آئیں گے تو کتاب بھجوادی جائے گی۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ آپؓ کے لئے حضورؑ نے ’ہمارے‘ کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ آپؓ بھی حضورؑ کو بہت پیارے ہیں۔

جب آپؓ نے قادیان کے لئے ہجرت کا ارادہ کیا تو اخبارات ’الحکم‘ اور ’البدر‘ میں ملازمت کی خواہش کی لیکن یہ اخبار مالی مشکلات کا شکار تھے۔ حضرت حکیم فضل دین صاحبؓ نے آپؓ کو ’پریس مَین‘ (Pressman) بننے کا مشورہ دیا لیکن آپؓ نے سوچا کہ اس صورت میں قادیان سے باہر بھی جانا ہوگا تو پھر قادیان ہجرت کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ چنانچہ آپؓ نے حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ سے درخواست کی کہ حضور علیہ السلام کے گھر میں ہی کوئی خدمت سپرد ہوجائے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ خدمت رضاکارانہ ہی ہوسکتی ہے۔ آپؓ نے عرض کی کہ مَیں تو حضورؑ کی خدمت کرنے کا خواہشمند ہوں اور کسی مالی امداد کی خواہش نہیں۔ پھر ایک دن انہوں نے آپؓ کو یکّہ کا کرایہ (دوآنہ) دیا اور بٹالہ سے ایک پارسل لانے کا ارشاد فرمایا۔ آپؓ پیدل جاکر پارسل لے آئے اور دوآنہ حضورؑ کی خدمت میں پیش کردیئے۔ حضرت میر صاحبؓ نے فرمایا کہ یہ رقم آپؓ خود رکھ لیں۔ آپؓ نے عرض کی کہ مَیں حضورؑ کی خوشنودی کا طالب ہوں اور کھانا تو لنگر سے بھی کھا سکتا ہوں۔ حضورؑ آپؓ کے عمل سے خوش ہوئے اور وعدہ فرمایا کہ حسب ضرورت آئندہ بھی ایسی خدمت آپؓ کے سپرد کی جاتی رہے گی۔

آپؓ نے حضورؑ کی خدمت کی اپنی خواہش کو ایک نظم کی صورت بھی خدمت اقدسؑ میں پیش کیا تھا۔ چنانچہ آپؓ کو امرتسر سے برف لانے کی سعادت بھی ملتی رہی۔ ایک بار حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے خدمتِ اقدسؑ میں عرض کیا کہ میر صاحبؓ کھانا تو لنگر سے کھالیتے ہیں لیکن کچھ ذاتی ضروریات کے لئے انہیں کچھ نہ کچھ دیا جانا چاہئے۔ اُن دنوں حضورؑ کو مالی مشکلات بہت درپیش تھیں اس لئے حضورؑ نے مستقل مشاہرہ تو منظور نہ فرمایا تاہم ایک روپیہ بھجوادیا۔ جب آپؓ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپؓ نے حضرت میر صاحبؓ سے کہا کہ حضورؑ کو اس حوالہ سے آئندہ تکلیف نہ دیں اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہی اپنی خدمات کا صلہ چاہتے ہیں۔ پھر آپؓ نے اُس روز خدا تعالیٰ سے بہت دعا کی کہ وہ خود آپؓ کی ضروریات کا خیال رکھے۔ پھر اسی رات خواب میں آپؓ نے دیکھا کہ کوئی آپؓ سے کہہ رہا ہے کہ مانگو کیا مانگتے ہو! آپؓ نے عرض کی کہ مَیں صرف سات آٹھ روپے ماہوار چاہتا ہوں تاکہ قادیان میں رہ کر گزارہ کرسکوں، مزید کچھ نہیں چاہتا۔ آواز آئی کہ تم نے خدا سے مانگا ہے اور صرف آٹھ روپے مانگے ہیں، یہ تمہیں دیئے جاتے ہیں۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ اگلی صبح حضرت بابو محمد افضل صاحبؓ ایڈیٹر ’البدر‘ سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ازخود ملازمت کی پیشکش کی اور خود تنخواہ بھی بتائی جو آٹھ روپے ماہوار تھی۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میرے منہ سے ایک لفظ تک نہ نکل سکا۔ پھر مَیں نے اپنی نئی ملازمت کی اطلاع حضورؑ کی خدمت میں دے دی۔

گورداسپور میں ایک مقدمہ کے دوران بعض کتب کی ضرورت پڑی تو حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ نے رات کو حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ کو اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش ظاہر کی۔ حضور علیہ السلام نے آپؓ سے تین بار فرمایا کہ میاں مہدی حسین! یہ وقت جنگ کا ہے، ہر کام چھوڑ کر ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ آپؓ نے حضورؑ کو یقین دلاتے ہوئے عرض کیا کہ اگر ملکہ وکٹوریہ بھی مجھے اس کام سے روکے گی تو مَیں اُس کی اطاعت نہیں کروں گا۔ چنانچہ آپؓ گئے، کتب اکٹھی کیں۔ ایک کتاب آپؓ کو اپنے دفتر سے ملی تو وہ بھی لے لی۔ اگلے روز جب آپؓ گورداسپور پہنچے تو حضرت بابو محمد افضل صاحبؓ بھی وہاں موجود تھے تاکہ مقدمہ کی کارروائی قلمبند کرسکیں۔ انہوں نے آپؓ سے پوچھا کہ بلااجازت کیوں آئے ہیں؟ آپؓ نے ساری بات بتائی تو وہ فرمانے لگے کہ بلااجازت میرے دفتر سے کتاب بھی نکال لی۔ آپؓ نے فرمایا کہ مَیں نے ملازمت شروع کرتے وقت صرف یہی شرط رکھی تھی کہ حضور علیہ السلام کے کام کو ہر دوسری چیز پر فوقیت دوں گا۔

اس واقعہ کے قریباً چار ماہ بعد حضور علیہ السلام نے حضرت میر صاحبؓ کو یاد فرمالیا اور پھر حضورؑ کی وفات تک آپؓ حضورؑ کی لائبریری میں ہی کام کرتے رہے۔

ایک بار آپؓ حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ کے ہمراہ کھڑے باتیں کررہے تھے کہ دل میں شدّت سے یہ خیال آیا کہ آپؓ کو اپنی جگہ پر پہنچنا چاہئے۔ اُن دنوں آپ حضور علیہ السلام کے محافظ کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ چنانچہ آپؓ فوراً وہاں پہنچے تو حضورؑ کو اپنا منتظر پایا۔ حضورؑ نے آپؓ کو قرآن کریم کا ایک نسخہ دیتے ہوئے فرمایا کہ حافظ فضل دین صاحب سے فلاں آیت نکلوالاؤ۔ اُس وقت آپؓ کے دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوئی کہ کاش کہ آپؓ بھی حافظ قرآن ہوتے۔ آپؓ نے دعا کرکے قرآن کریم کھولا تو مطلوبہ آیت سامنے ہی نظر آگئی جو آپؓ نے حضورؑ کی خدمت میں پیش کردی۔

ایک بار حضورؑ نے آپؓ کو چار روپے دے کر حکم دیا کہ کل صبح کا کھانا لنگر میں پکانے کے لئے جلانے والی لکڑی شام تک مہیا کرنے کا انتظام کریں۔ آپؓ پریشان تھے کیونکہ پہلے کبھی ایسی خدمت بجالانے کا موقع نہیں ملا تھا، قادیان کے نواحی علاقہ سے بھی غیرمانوس تھے اور اُن دنوں آپؓ کا پاؤں بھی زخمی تھا۔ اسی پریشانی میں آپؓ مسجد مبارک کی چھت پر چلے گئے اور دعا شروع کردی کہ کیا کروں؟ آواز آئی: صحرا۔ کچھ سمجھ نہ آئی تو پھر دعا شروع کی کہ کدھر کو جاؤں۔ آواز آئی: کہیں جانے کی ضرورت نہیں، یہیں آجائے گا۔ چنانچہ آپؓ چھت سے نیچے اُتر آئے تو ظہر کا وقت ہوچکا تھا۔ ایک خادمہ نے آپؓ کو دیکھ کر کہا کہ دوپہر ہوگئی ہے اور آپ ابھی تک لکڑی لینے نہیں گئے۔ پھر وہ آپؓ کی شکایت حضورؑ سے کرنے گھر میں چلی گئی تو آپؓ اس ڈر سے لنگڑاتے ہوئے بٹالہ کی طرف روانہ ہوگئے کہ جواب طلبی ہوئی تو حضورؑ سے کیسے کہوں گا کہ مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ تھوڑی دُور گئے تھے کہ پھر خیال آیا کہ الہام میں تو یہیں ٹھہرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ آپؓ قادیان کے نواحی علاقہ میں اِدھر اُدھر پھرنے کے بعد مسجد مبارک کے کونہ میں آکر بیٹھ گئے۔ عصر کی نماز سے پہلے ایک خادم نے آپؓ کو دیکھ کر کہا کہ لکڑی کا ایک چھکڑا نیچے آیا ہوا ہے اُسے جاکر خریدلو۔ یہ سن کر آپؓ سجدۂ شکر بجالائے لیکن جاکر دیکھا تو لکڑی کافی مہنگی تھی۔ اس پر آپؓ واپس مسجد میں آگئے اور پھر دعا شروع کردی۔ شام ہوئی تو لکڑی بیچنے والے نے آپؓ کے حسب منشاء قیمت میں لکڑی فروخت کردی۔

اکتوبر 1934ء میں حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ بغرض تبلیغ ایران چلے گئے جہاں سے مئی 1935ء میں واپسی ہوئی۔ آپ کی وفات 31/اگست 1941ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

مکرم خواجہ عبدالحئی صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 11 دسمبر 2010ء میں مکرم ابن آدم صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے جس میں محترم خواجہ عبدالحئی صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

حضرت میاں عبدالرحیم صاحبؓ عرف پوہلا پہلوانی میں شہرت رکھتے تھے۔ آپؓ کو ایک سکھ کی بیوی نے طعنہ دیا کہ آپؓ مرزا صاحب کے مرید ہیں اور بے اولاد ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں نرینہ اولاد سے نوازا۔ بچے کا نام عبدالحئی رکھا گیا۔

محترم خواجہ عبدالحئی صاحب کبڈی کے بہترین اور ناقابل شکست کھلاڑی کے طور پر پہچانے جاتے تھے اور قادیان کی کبڈی ٹیم کے کپتان تھے۔ کالج کے پرنسپل حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے اعلان کیا ہوا تھا کہ جو بھی عبدالحئی کو پکڑلے گا اُس کو دس روپے انعام دیا جائے گا۔ لیکن یہ انعام کبھی کسی کے حصہ میں نہ آسکا۔

حضرت مصلح موعودؓ کی جب سیاسی راہنماؤں (قائداعظم، گاندھی اور نہرو) سے ملاقاتیں ہوتی تھیں تو عبدالحئی صاحب بطور باڈی گارڈ جایا کرتے تھے۔ اسی طرح جب حضرت امّ طاہرؓ کی وفات ہوئی اور حضورؓ نے اعلان فرمایا کہ حضورؓ آئندہ چالیس روز جماعت اور احباب کے لئے خاص دعا کریں گے تو اس دوران بھی عبدالحئی صاحب نے حضورؓ کے باڈی گارڈ کے فرائض سرانجام دیئے۔

ایک بار خدام حضرت مصلح موعودؓ کے جسم کو دبا رہے تھے۔ خواجہ عبدالحئی صاحب بھی اُن میں شامل ہوگئے تو حضورؓ نے فرمایا کہ یہ کسی پہلوان کا ہاتھ ہے۔

قیام پاکستان کے بعد عبدالحئی صاحب جہلم چلے آئے اور ایک پنساری کی دکان نیلامی میں خرید کر کام شروع کردیا۔ انہی دنوں فرقان فورس کی کبڈی کی ٹیم کا میچ پاک فوج کی ٹیم کے ساتھ ہوا تو فرقان فورس کی ٹیم کو شکست ہوگئی۔ اس پر خواجہ عبدالحئی صاحب کو جہلم سے بلاکر فرقان فورس کی ٹیم کی کوچنگ سپرد کی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دوتین میچ برابر رہنے کے بعد فرقان فورس کی ٹیم فاتح قرار پائی۔ خواجہ صاحب خود بھی نہایت عمدہ کھیل کا مظاہرہ کرتے جس پر فوجی افسران بھی برملا داد دیتے۔

پھر عبدالحئی صاحب جہلم سے ربوہ آگئے تو حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے ارشاد پر ربوہ میں کبڈی ٹیم آرگنائز کی۔ آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ کا انعقاد ہوا تو تقسیم انعامات کی تقریب عبدالحئی صاحب کے ہاتھوں سرانجام پائی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

February 06, 2015 – February 12, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday February 06, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:20	Huzoor's Tours In India: Recorded on November 27, 2008.
02:30	Spanish Service
03:10	Pushto Muzakarah
03:50	Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 18, 1998.
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
06:55	Huzoor's Tours In India [R]
08:10	MTA Variety
08:20	Rah-e-Huda
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:35	Tilawat
11:50	MTA Variety
12:30	Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35	Shotter Shondane
15:50	Dua-e-Mustajaab
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Huzoor's Tour In India [R]
19:20	Open Forum
19:50	MTA Variety
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday February 07, 2015

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:05	Huzoor's Tour In India [R]
02:10	Friday Sermon: Recorded on February 06, 2015.
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 23, 2011.
08:00	International Jama'at News
08:50	Question And Answer session: Recorded on March 15, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	MTA Variety
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:30	Live Al Hiwar Al Mubashir
20:30	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda
22:30	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday February 08, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana UK Address [R]
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on February 06, 2015.
04:05	MTA Variety
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat
06:30	Yassarnal Quran
06:50	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat: Recorded on September 27, 2014.
07:55	Faith Matters
08:50	Question And Answer Session: Recorded on November 22, 1997.
10:05	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on January 10, 2014.
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon: Recorded on February 06, 2015.
14:10	Shotter Shondhane
15:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat [R]
16:20	Ashab-e-Ahmad
17:00	Kids Time
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat [R]
19:30	Faith Matters
20:35	Roots To Branches
21:15	Open Forum
22:00	Friday Sermon: Recorded on February 06, 2015.
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday February 09, 2015

00:20	World News
00:40	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:10	Yassarnal Quran
01:35	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat: Recorded on September 27, 2014.
02:35	Open Forum
03:10	Roots To Branches
03:40	Friday Sermon [R]
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:30	Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Tour To India [R]
08:00	International Jamaat News
08:30	MTA Variety
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 01, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on October 17, 2014.
11:05	MTA Variety
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on April 24, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	MTA Variety
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Huzoor's Tour To India [R]
19:30	Somali Service
20:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
20:30	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon: Recorded on April 24, 2009.
23:00	MTA Variety

Tuesday February 10, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Tour To India [R]
02:25	Kids time
03:00	Friday Sermon: Recorded on April 24, 2009.
03:50	MTA Variety
04:20	Ilmul Abdaan
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 426.
06:00	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:35	Yassarnal Quran
07:00	Mulaqat With Nasirat In Ireland: Recorded on September 27, 2014.
08:00	Alif Urdu
08:20	Australian Service
08:50	Question And Answer Session: Recorded on November 22, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on February 06, 2015.
12:10	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
12:45	Yassarnal Quran
13:00	Open Forum
13:30	Spotlight
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:35	Aadab-e-Zindagi
16:15	Alif Urdu
16:35	From Democracy To Extremism
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Mulaqat With Nasirat In Ireland [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on February 06, 2015.
20:30	Alif Urdu
20:50	Aadab-e-Zindagi
21:30	Australian Service
22:00	From Democracy To Extremism
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday February 11, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
01:00	Yassarnal Quran
01:30	Mulaqat With Nasirat In Ireland [R]
02:30	Alif Urdu
02:45	Noor-e-Mustafwi
03:00	Australian Service
03:30	MTA Variety
04:15	Aadab-e-Zindagi
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat
06:15	Al-Tarteel
06:45	Jalsa Salana UK Address [R]
08:10	MTA Variety
09:05	Question And Answer Session: Recorded on March 15, 1998.
10:15	Indonesian Service
11:20	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on February 06, 2015.
12:25	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:40	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on April 24, 2009.
13:55	Bangla Shomprochar
15:35	Deeni-O-Fiqahi Masail
15:35	Kids Time
16:15	Faith Matters
17:20	Al-Tarteel
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana UK Address [R]
20:00	French Service: Horizons d'Islam
21:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
22:10	Friday Sermon: Recorded on April 24, 2009.
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday February 12, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:40	Al-Tarteel
01:05	Jalsa Salana UK Address [R]
02:25	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:00	MTA Variety
03:50	Faith Matters
04:50	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
06:55	Huzoor's Reception By Lord Provost: Recorded on March 07, 2009.
08:00	Beacon Of truth
09:00	Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 24, 1998.
10:05	Indonesian Service
11:10	Japanese Service
12:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Yassarnal Quran
13:00	Beacon Of truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on February 06, 2015.
15:05	Aadab-e-Zindagi
15:45	Aao Urdu Seekhain
16:00	Persian Service
16:35	Tarjamatul Quran Class [R]
17:40	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:25	Huzoor's Reception By Lord Provost [R]
19:30	Live German Service
20:25	Faith Matters
21:35	Kasre Saleeb: A discussion series about Christianity and its beliefs.
22:10	Aadab-e-Zindagi
22:45	Beacon Of truth

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 30 January , 2015 | Issue No. 05

جماعت احمدیہ بینن کے 26ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

❁......تین ہزار افراد کی جلسہ میں شرکت۔ ❁......مختلف اتھارٹیز اور سیاسی، سماجی و مذہبی رہنماؤں کی جلسہ میں شمولیت۔ ❁......جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور حقیقی اسلامی تعلیمات کے شاندار نمونہ پر خراج تحسین۔ ❁......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر پُرمغز علمی تقاریر۔ ❁......نیشنل ٹی وی اور اخبارات پر جلسہ کی کوریج۔

(رپورٹ مرتبہ: ناصر احمد محمود طاہر مبلغ سلسلہ۔ بینن)

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسوں کے انعقاد کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دنیا کو ہمارے جلسوں سے جو پیغام ملتا ہے وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کا علم ہونا ہے۔ پس جہاں یہ جلسے ہماری اندرونی صفائی اور روحانیت میں ترقی کا ذریعہ ہیں وہاں دنیا میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت و وقار کو قائم کرنے کا ذریعہ بھی ہیں۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کے حُسن کو دکھانے کا ذریعہ بھی ہیں۔ پس آج دنیا کے مختلف ممالک میں افرادِ جماعت کا اپنے جلسوں کے لئے جمع ہونا دنیا کو یہ بتانے کے لئے ہے کہ تم اسلام کو کیا سمجھتے ہو۔ خاص طور پر وہ لوگ جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔...... جو اسلام کے خلاف بہت کچھ کہتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ہم اپنے قول، اپنی تعلیم اور اپنے عمل سے تمہیں بتاتے ہیں کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ گویا ہم یہاں جمع ہیں اسلام کو علمی اور عملی رنگ میں دنیا کو دکھانے کے لئے۔

(اقتباس از اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ قادیان 2014)

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ امسال بھی جماعت احمدیہ بینن کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ مذکورہ بالا اغراض کی خاطر جلسہ سالانہ کا انعقاد کرے اور امسال تو پیارے آقا کی ازراہ شفقت منظوری کے ساتھ ہمارے اس جلسہ کا مرکزی عنوان بھی یہی تھا ''کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ'' (ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتی ہے)

جلسہ سالانہ کا پہلا دن
جمعۃ المبارک 19 دسمبر 2014ء

اگرچہ بینن کے طول وعرض سے احباب جماعت جمعرات سے ہی جلسہ گاہ آنا شروع ہو گئے تھے مگر آج جلسہ گاہ کی رونقیں عروج پر تھیں۔ گزشتہ دو سال سے تو ایک بہت اچھا انتظامی اقدام یہ لیا گیا ہے کہ بینن کے نیشنل پولیس ڈائریکٹر جنرل سے ہمیں Road pass سرٹیفکٹ جاری ہو جاتا ہے جس کی کاپیاں تمام ریجنز میں بھجوا کر جلسہ پر آنے والی گاڑیوں اور بسوں کی فرنٹ سکرین پر چسپاں کر دی جاتی ہیں اور تمام پولیس چوکیوں کو نیشنل پولیس ادارہ کی طرف سے message بھی ہو جاتا ہے۔ نیز ہمارے جماعتی بینرز بھی لگے ہوتے ہیں جس سے دوران سفر پولیس چیکنگ اور دوسری پریشانیوں سے جلسہ پر آنے والے مہمانوں کو نجات مل گئی ہے اور شاملین جلسہ بسہولت اپنا سفر جاری رکھتے ہوئے ذکر الٰہی کرتے اور دینی اسلامی نعرے لگاتے جلسہ گاہ پہنچ جاتے ہیں۔

شرکاء قبل از جمعہ جلسہ گاہ پہنچے۔ اپنی اپنی رجسٹریشن کروائی اور جمعہ میں شرکت کی۔ آج مقامی طور پر خطبہ جمعہ میں مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 5/دسمبر 2014ء کا فرانسیسی ترجمہ پڑھ کر سنایا جس میں اولی الامر کی اطاعت کا مضمون تھا۔

جلسہ کا پہلا سیشن۔ افتتاحی تقریب

افتتاحی تقریب میں ڈائریکٹر جنرل نیشنل پولیس کا نمائندہ، میئر پورتونوو کا نمائندہ، جناب مادام گراس لوانی سابقہ مشیر خاص صدر مملکت بینن اور نمائندہ وزیر داخلہ بینن نے شرکت کی۔

اس پہلے سیشن کی ابتدا حسب روایات لوائے احمدیت اور بینن کا پرچم لہرائے جانے سے ہوئی۔ بینن کا پرچم محترم نائب امیر صاحب جناب بکری مصلحو صاحب نے لہرایا جبکہ لوائے احمدیت امیر صاحب جماعت بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے (نعروں کی گونج اور ذکر الٰہی کے ساتھ) بلند کیا اور بعدہٗ دعا کروائی۔ پرچم کشائی کی تقریب کے معاً بعد مہمانانِ کرام اسٹیج پر تشریف لے آئے اور جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا جو عزیزم حافظ فضل اللہ صاحب نے نہایت خوش الحانی سے کی۔ عزیزم ان چار حفّاظ میں سے ایک ہیں جو حال ہی میں مدرستہ الحفظ نائیجیریا سے قرآنِ کریم حفظ کر کے آئے ہیں۔ جبکہ اس وقت تین طلباء مدرستہ الحفظ نائیجیریا میں حفظ کر رہے ہیں۔

تلاوت اور نظم کے بعد اتھارٹیز نے اپنے خیالات کا اظہار کیا جس بات کا مہمانانِ کرام نے اپنی تقاریر میں بالخصوص ذکر کیا وہ امسال کے جلسہ کا عنوان تھا کہ آج جبکہ سوشل اور پولیٹیکل دنیا مسائل کا شکار ہے اس میں رہبر اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق، آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا اور مخلوق خدا سے محبت اور ہمدردی جیسے موضوعات پر تقاریر وقت کی عین ضرورت تھیں۔ مقررین نے جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ احمدیت نے امن عالم کے لئے ایک اہم کردار ادا کیا ہیاور دلوں میں محبت ڈالنے کے لئے مفید اقدام کئے ہیں۔ ان مجموعی جذبات کے ساتھ ساتھ مزید جو کچھ اتھارٹیز نے کہا اس کا خلاصہ ہدیۂ قارئین ہے۔

❁......وزیر داخلہ کے نمائندہ نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے ہر فرد میں اپنی تعلیمات کا احترام نظر آتا ہے اور ان کی تعلیمات محض قرآن کریم ہیں۔ انہی سے دنیا میں امن آئے گا۔

❁......مادام گراس لوانی سابقہ مشیرِ خاص صدرِ مملکت بینن نے کہا کہ اس وقت دنیا آسمانی برکات کے نزول کی محتاج ہے اور انہیں حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مذاہب کے مخلصین (احمدیوں کی طرح) سال بھر میں ایک دو دفعہ اکٹھے ہو کر اپنے ربّ کے حضور گڑگڑائیں کہ خدا ہماری کوتاہیاں معاف کرتے ہوئے انوار رحمت نازل فرمائے۔ انہوں نے کہا اور میں اس جلسہ کے شاملین سے بھی ملتجی ہوں کہ اس ملک میں امن اور برکات الٰہیہ کے نزول کے لئے بالخصوص دعائیں کریں تا ہمارا ملک تقسیم ہونے سے بچا رہے۔

ان معزز مہمانان کی تقاریر کے بعد محترم امیر صاحب بینن نے جو کہ اس سیشن کے صدر مجلس بھی تھے افتتاحی تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ اور ارفع مقام حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں'' تھا۔

اس کے بعد مغرب وعشاء کی نمازیں ہوئیں اور احباب میں رات کا کھانا تقسیم کیا گیا۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن
بروز ہفتہ 20 دسمبر 2014ء

آج دن کا آغاز نماز تہجد، فجر اور درس سے ہوا جس میں محترم میاں قمر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت اور شفقت کے حوالہ سے سیرت کا ذکر کیا۔ اور پھر ناشتہ اور تیاری کے بعد جلسہ کے دوسرے سیشن کا آغاز ہوا۔

دوسرا سیشن جلسہ سالانہ بینن زیر صدارت مکرم جناب رانا فاروق احمد صاحب امیر ومشنری انچارج بینن ہوا۔

اس سیشن میں صدر مملکت بینن کے سوشل امور کے مشیر خاص، آرتھوڈکس چرچ کے پاسٹر جناب ذاگجو تا صاحب، فیملی منسٹر کے ڈائریکٹر کیبنٹ، نمائندہ امام تجانیہ پورتونوو، امام پاراکو، امام ڈاسا، امام الحاج محمد موجود تھے۔

تلاوت اور نظم کے بعد مذکورہ اتھارٹیز میں سے صدر مملکت کے مشیر خاص اور آرتھوڈکس چرچ کے پاسٹر صاحب نے تو جماعت کے سوشل کاموں کو گنوا کر جماعت کی تعریف کی اور خراج تحسین پیش کیا۔

❁......فیملی منسٹر کے ڈائریکٹر صاحب کیبنٹ نے کہا کہ ہمارا ادارہ جماعت احمدیہ کی باقاعدہ اور مستقل مزاجی

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں